صادقا الا طعتہ ❊ ان المحب لمن یحب مطیع لکا نتہ مطیع یار ہونا دل سے الفت کی
نشانی ہے ❊ ہمہ تن اوسکی مرضی مین جو ہو وہ یار جانی ہے ❊ خلاف
قول و فعل یار مین کب ہوتی الفت ہے ❊ محبت کے دلیلونمین سے یک
صدق اطاعت ہے ❊ مخالف ہو کرے جو ہر طرح پیشہ عداوتکا ❊ مناسب
کب اوسے ہے منصفو دعوی محبت کا ❊ بمقتضائے انصاف یہہ ہے کہ
مدعی دعوی محبت کو بدلیل اطاعت و انقیاد مستحکم و مضبوط ایسا کرے
کہ کہین مجال نقص نہو نہ ایسا کہ اپنے مطلب کے کامون یا وقتون مین طریق
محبت ظاہری کو اختیار کرے اور پہر مخالفت صریح کو کسی وقت ترک
نکرے یا پیرایۂ اطاعت مین مخالفت و انحراف کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نکرے دوست بنکر کام دشمنی کا عمل مین لاوے اور جمع احباب و
فرمان برداروں کا درہم و برہم کرے جم غفیر ہین کہ نص صریح و احادیث صحیح کو
بمقابلہ رسوم آبائی و اقوال موضوع و ضعیف الاسناد و بعض المشایخ کہ وہ کسیطرح
حجت شرعیہ نہین معطل و بیکار و ماؤل و محمول بمحامل غیر منقول و نامقبول رکھتے
ہین غلبہ ہوائے نفسانی سے کچہہ بہی لحاظ احادیث صحاح و آیات بینات
کا نہین کرتی اپنے عمل و خواہش کے موافق مضامین نصوص کو تبدیل و تاویل
علیل کہ لصوص الدین و الزنادقہ بنتی ہین اور اوسپر ایسے ایسے اقوال و دلایل
بارده لاتے ہین کہ ضمناً و التزاماً ایک طرح الزام حضرت خداوند کریم و

جناب رسول مقبول علیہ الصلواۃ والتسلیم پر عاید کرتے ہین اور مرتبہ
تبلیغ احکام و رسالت مین نقصان نکالتے ہین اعاذنا اللہ من ذلک
باران مطر سے بھاگ کر زیر ناودان ٹھہرتے ہین نہین سوچتے کہ اسمین
کیا قباحت ہے جسطرح مجوزین بہیئت مخصوصہ مروجہ مولد و قیام اس عمل
کو سعہ مافیہا بعضے باوجود علم بدعت اوسکے اور بعضے بے علم بسبب جہالت
ایسے مُصر اور اوسکے درپے ہین کہ ثواب فرض و سنت و عبادت و جماعت
سے بڑھ کر جانتے ہین تارک الجماعت و الفرایض عدو السنن کو دوست
رکھتے ہین اور اس امر کے بدعت کہنے والے اور جاننے والے کو بد کہتے
ہین و برا جانتے ہین حالانکہ مشہور و معلوم ہے کہ جو امر دین مین بعد
قرون ثلثہ یعنے نوّے برس کے نیا نکلا ہو وہ بدعت ہے کما فی
شرح المصابیح لابن الملک من فعل فعلا و قال قولا فی الدین و لیس
فی القرآن ولا فی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز قبولہ
و سمی ذلک الفعل او القول بدعۃ و فی العینی شرح صحیح البخاری البدع
جمع بدعۃ و ہو مالم یکن لہ اصل فی الکتاب و السنۃ و قیل اظہار شئے
لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن صحابۃ انتہی
و فی بحر الرایق البدعۃ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبہۃ او استحسان و جعل

دینا قویما وصراطا مستقیما انتہی وقال التفتازانی فی شرح المقاصد ان البدعۃ

المذمومۃ ہو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عہد الصحابۃ والتابعین

ولا دل علیہ الدلیل الشرعی انتہی اور یہہ مجلس ہرگز قرون ثلثہ مشہود لہا

بالخیر مین کبھی قرار نپائی اگر ہوتی تو کہین نہ کہین صحابہ کرام وتابعین وتبع

تابعین وائمہ مجتہدین حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد بن حنبل

وحضرت امام مالک امام الحرمین اور دوسرے ائمہ سے کرنا اسکا یا اوسکو

عمدہ وبہتر کہنا ثابت ومنقول ہوتا یا کسی پیغمبر سے مجلس مولد کسی دوسرے

نبی ورسول کے کرنا یا کہنا پایا جاتا حضرت آدم سے لیکر حضرت نبی صلی اللہ

علیہ وسلم تک بہت پیغمبر گذرے کوئی پیغمبر کا کرنا ثابت نہین ہوا

اور کسی پیغمبر نے اپنی امت کو حکم عمل مولد کا نکیا اگر یہہ امر مشروع

وکار ثواب ہوتا کوئی پیغمبر تو کسی کو تاکید وحکم کرتے مثلا حضرت اسمٰعیل و

یوسف علیہ السلام کب مجلس مولد حضرت ابراہیم ویعقوب علیہ السلام

ترک کرتے اور کیون نہ اوسکی ترغیب فرماتے اسی طرح ہے حال

اور انبیاء علیہم السلام کا اور جو دعوی ثبوت کا قولا وفعلا کرے اوسپر واجب

ہے کہ بسند صحیح ثابت کرے اور ایسا ہی حال ہے حضرت نبی الحرمین سید الثقلین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خود آنحضرت نے باوجود نزول آیۃ

بل ملۃ ابراہیم حنیفا کے اور فرمانے نحن احق بموسی نخود کسی پیغمبر کا مولد کیا

اور نہ اپنے مولد کے واسطے کسی صحابہ کو خصوصاً یا امت کو عموماً اشارۃً یا صراحتہً فرمایا بجھائیو نہ پایا جانا اس عمل کا زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرون صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں یا اس وجہہ سے ہے کہ اوس امر خیر کی حاجت نہیں ہے یا کوئی امر مانع اوسکا ہے یا اوسکے ثواب سے آگاہی و تنبہ نہیں تہا یا بسبب سستی و تکاسل نکیے یا بسبب مکروہ جاننے اوسکے و بجہت عدم مشروعیۃ اس امر کے تہا پس عدم الحاجۃ و وجود مانع منتفی و باطل ہے کیونکہ حاجت طرف تقرب الی اللہ کے ساتہہ عبادۃ کے منقطع نہیں تقرب الی اللہ کی حاجت ہمیشہ رہتی ہے اور بعد ظہور اسلام و غلبہ مسلمین کے کوئی اوسکا مانع نہیں سواے ازین ایسین کسی مذہب کا حرج و مزاحمت نہیں اور احتمال عدم التنبہہ و وجود تکاسل کے بہی منتفی ہین اسلیئے کہ یہہ گمان حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے شان مین محض ناجائز بلکہ خوف گناہ ہے پس عدم ثبوت اس کا قولاً و فعلاً آنحضرت سے نہیں ہے مگر بجہت مکروہ و مذموم جاننے اوسکے فقط اور سخت تعجب و مقام افسوس سے ہے کہ جس امر کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ خیر القرون مین اپنی ذات بابرکات کی تعظیم مین مکروہ و مبغوض جانتے تہے اس فرقہ والی کمال نافہمی سے اوسکو اس زمان شر القرون مین مخصوص بہ تعظیم جناب رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم لاسیما غین وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت منتخب و مختص کیئے
ہین یہہ کیسے محب و مدعی محبت ہین کہ چیز مکروہ و مبغوض حبیب کو ساتھہ حبیب
ہی کے خاص کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعمال حنا کو
بجہت مکروہ جاننے حضرت کے ترک فرمایا تھا اور فرماتی تھین کہ میرے حبیب
حضرت صلعم اوسکی بو کو مکروہ جانتے تھے اور عقلاً بھی شئے مبغوض و مکروہ
عموماً کسیطرح باعث تعظیم کارہ نہین ہوسکتی ہے وفی المشکوۃ عن انس
قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا
اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وقال ہذا
حدیث حسن صحیح اعنی مشکوۃ المصابیح ہین حضرت انس بن مالک سے
روایت ہے فرمایا حضرت انس نے کہ نہ تھا کوئی شخص بڑا محبوب نزدیک
صحابہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بہی صحابہ جب دیکھتے
آتے حضرت کو تو کھڑے نہوتے تھے بسبب اسکے کہ مکروہ جانتے تھے
حضرت اس قیام کو روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہہ
حدیث حسن صحیح ہے وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متکیا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
رواہ ابوداؤد و مروی ہے ابی امامہ سے کہا اوس نے رضی اللہ عنہ کہ نکلے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے عصا پر پس کھڑے

ہوئے ہملوگ اٹھنے صحابہ واسطے تعظیم حضرت کے پس فرمایا حضرت نے
نکھڑے ہوتے جاؤتم سب جیساکہ کہڑے ہوتے ہین اہل عجم تعظیم کرتے
ہوئے بعض او نکے بعض کو روایت کی اس حدیث کو ابو داؤد نے عن

سعید بن ابی الحسن قال جاءنا ابوبکرۃ فی شہادۃ فقام لہ رجل من مجلسہ
فابی ان یجلس فیہ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذالک حدیث
روایت ہے سعید بن الحسن برادر حسن بصری سے کہا سعید بن الحسن نے
کہ آئے نزدیک ہمارے ابوبکرہ ثقفی بیچ ایک گواہی کے پس کھڑا ہوا ایک مرد
اپنی جگہہ سے پس انکار کیا ابوبکرہ نے بیٹھنے سے اوس مجلس مین اور
کہاکہ ہرآینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے اور جو لوگ حدیث
ابی سعید حذری رضی اللہ عنہ سے کہ جو بیچ قصہ نزول بنی قریظہ بحکم سعد بن معاذ
کے وارد ہے استنباط و قیاس جواز قیام کرتے ہین اور سند لاتے ہین قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم وے لوگ غفلت مین
ہین و غور کامل و تدبیر صحیح نہین کرتے اول یہہ کہ مقام قیام تعظیم مین صلہ
قیام کا لام کے ساتھہ آیا ہے جیساکہ دونون حدیثین مرویین سعید بن ابی الحسن
وابی امامہ مین گذرا نہ ساتھہ الی کے اور اہل تمیز و واقفین محاورات اہل عرب
و ماہرین علوم معانی و لغت خوب جانتے ہین کہ اوس محل تعظیم مین صلہ لام
مناسب و مفید مدعا ہے یا الی دوم یہہ کہ اگر اس سے قیام تعظیم مقصود تھا تو

تخصیص انصار کے کیا وجہ تھی جو قال للانصار قوموا الی سیدکم مروی ہے
حکم عام مہاجر و انصار و دیگر حضار کو فرماتے سوم یہہ کہ اگر سیادت اضافی معاذ
بہ نسبت اور اصحاب کے باعث تعظیم کے ہوتے تو حضرت سید الخلق تھے تعظیم
بالقیام حضرت کے بدرجہ اولی جائز و مامور بہ ہوتے اور صحابہ کبار ضرور قیام کیا کرتے
ہرگز اوسکو مکروہ و منہی عنہ سمجھتے پس حکم قیام انصار کو واسطے اعانۃ اوتارنے
کے کیا کہ سعد بن معاذ مریض تھے اور اثر زخم غزوۃ یوم الاحزاب کا باقی تھا
سواری سے مریض و زخمی کو اوترنے مین تکلیف ہوتی ہے لہذا جب قریب
آئے فرمایا قوموا الی سیدکم اعنی کھڑے ہوتے جاؤ اپنے سردار کو اوتار
لاؤ سوائے اسکے قیام کے معنی صرف کھڑے ہونے ہی کے استعمال مین
نہین آتے ہین کہین ارادی و مستعد ہونے کے معنی بہی آئے ہین جیسا کہ
اس آیۃ وضو مین اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الآیۃ اس صورت
مین بھی معنی صحیح یہہ ہین کہ مستعد ہوتے جاؤ اور قصد کرو طرف اعانت
اپنے سردار کے کہ مریض و زخمی ہین الملخص کیطرح یہہ قیام تعظیم و محبت
سے علاقہ نہین رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو تارکین صحابہ و تابعین و سلف
صالحین سے معاذ اللہ بے ادبی و ترک محبت و تعظیم ثابت ہوئی حالانکہ
ادنسے بڑھ کر محبت و معظم و عظمت شناس ہونا دشوار ہے حضرت صحابہ
رضی اللہ عنہم قدم بقدم اطاعت و رواج دین و سنت مین جانفشانی

فرماتے تھے کیسے کیسے معرکے سر کئے و کتنی کتنی مشقتین اور سختیاں
کوئی روایت و قول و فعل و حال حضرت کا باقی نہین رہا کہ ہملوگون تک
بذریعہ ازواج مطہرات و بنات طیبات و صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نہ
پہونچا اور حضرت نے خود بھی کوئی دقیقہ تبلیغ رسالت و تعلیم احکام
نچھوڑا یہانتک کہ مسائل وضو و غسل و طہارت و آداب مجامعت جو نہایت
پردہ و حیا کی بات ہے اور قتال جنگ و جدال بیع و شرا اور حالات
دوزخ و بہشت و آثار قیامت وغیرہ سب کچھہ صراحتہً و کنایتہً بیان فرماچکے
تکمیل دین کی ہوچکی چنانچہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی مصدق
اسکی نازل ہوئی پھر حضرت سے تعین و تخصیص و تنقیح انعقاد نفس مجلس
و قیام کے کیون باقی رہگئی جز اسکے کہ اسمین کوئی قباحت رہی ہوگی
اور کچھہ دوسرا سبب متصور نہین ہوتا اسلیئے کہ حضرت مامور بالتبلیغ تھے قال
اللہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین یعنی
اے رسول پہونچا دے جو کچھہ اترا ہے طرف تیرے رب کے جانب سے
اور اگر نہ پہونچا دے گا تو تو نہ ادا کریگا پیغام اپنے رب کا یعنی اگر پہونچانے
سے کوئی ذراسی بات بھی منجملہ احکام الہی کے رہجاویگی تو یہہ ثابت ہوگا
کہ گویا تمنے کچھہ کام نکیا اور ایک بات بھی نہ پہونچائی پس غور کرنا چاہیئے کہ

اس آیۃ سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت کو حکم صریح و صاف تھا واسطے تبلیغ احکام الٰہی کے اور حضرت کسی احکام کو بدون تبلیغ باقی نرکھہ سکتے تھے پس نہ بیان و حکم نفرمانا حضرت کا اس امر خاص مین دلیل بین ہے اسپر کہ اللہ تعالی کی جانب سے کوئی شے اس بارہ مین نازل نہین ہوئی اگر ہوتی تو ضرور ہملوگ تک بذریعہ حضرت کے پہونچتی پہر اب جو لوگ اسکی استناد کرتے ہین باوجود نہونے کوئی ایت کے ایک نئی بات نکالتے ہین اور صریح مخالفت آیات و احادیث کی کرتے ہین گویا حضرت پر الزام عدم تبلیغ حکم خاص کا لگاتے ہین نعوذ باللہ منہا و علی ہذا القیاس صحابہ کبار و اہل بیت اطہار نے سب احوال و اقوال و افعال حضرت کے ہملوگون تک پہونچا دیے یہان تک کہ خواب و خورد و مباشرت و غسل و لباس و پوشاک و صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ و صحت و مرض و تخلی و استنجا و طہارت وغیرہا کلہا بیان و ذکر فرمایا جیسا کہ ماہرین علم حدیث وسیر خوب واقف ہین صرف ایک یہی بات کثیر الثواب رہگیا شاید بکہان عاملین و مجوزین کے سوا ے لا اصل لہ و عبث ہے اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان اوسکا بذمہ مدعیان ہے اور قس علی ہذا حال ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا کہ باوجود کمال ذہن وقاد و طبع نقاد و فرط کوشش و اجتہاد کے کہ کیسے کیسے قواعد کلیات و مسائل جزئیات ہر باب کے نکالے اس بارہ خاص مین کوئی قول معتمد و روایت صحیح انسے ثابت نہوئی حالانکہ

ہر یک محب و مروج دین و محی سنن سید المرسلین تھے ومن ادعی فعلیہ البیان
بلکہ اونکے قواعد مستخرجہ و ضوابط مستنبطہ سے بدعت ہونا اسکا خوب ظاہر و
باہر ہے اور مشایخ کرام متقدمین و صوفیان عظام متبرکین سے تھے
مثل حضرت محبوب سبحانی و قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کہ صاحب تصانیف بھی تھے ثبوت اسکا نہین پایا جاتا ہے بلکہ وے ترک
بدعات و تمسک بسنت شریفہ کے تاکید فرماتے رہے چنانچہ مقالہ ثانیہ فتوح الغیب
و مفتاح الفتوح اوسکی شرح مین لکھا ہے اتبعوا ولا تبتدعوا پیروی کنید سنت را و
پیدا مکنید بدعتی را کہ در دین نبودہ و اطیعوا ولا تمرقوا و فرمان برداری کنید خدا را
و رسول خدا را و بیرون مآئید از حکم ایشان و وحدوا ولا تشرکوا و یگانہ دانید
خدای را و شریک مگر دانید چیزے را با وے بدانید کہ ہر چہ در عالم واقع میشود
ہمہ بقدرت و ارادت اوست و نیست قادر و متصرف مگر او و مقالہ سی و ششم
مین فرمایا واجعل الکتاب والسنۃ و بگردان قرآن و حدیث را امامک پیش خود
و پیشوای خود بفتح و کسر ہر دو درست است وانظر فیہما بتامل و تدبر و نظر کن
بتامل و تدبر در کتاب و سنت واعمل بہما و کار کن بآن ولا تغتر بالقال والقیل
والہوس و فریفتہ مشو بگفتگو از خود و از مردم و ترہات بے عمل و ہوس
و در کتب لغت گفتہ اند کہ ہوس نوعے از جنون است قال اللہ تعالی وما اٰتکم
والرسول فخذوہ و چیزے کہ بدہد و بفرماید شما را پیغمبر صلعم پس بگیرید آن را

وعمل کنید بدان وما نهٰکم عنہ فانتهوا وچیزیکہ بازدارد پیغمبر شمارا ازان پس
باز آئید ازان واتقوا اللہ ولا تخالفوه وپرہیز کنید از نافرمودہ حق ومخالفت
نکنید رسول او را فتترکوا العمل بما جاء به تا نگذارید کار کردن بانچہ آوردہ
است او را رسول ولا تخترعوا لانفسکم عملا وعبادۃ ونو پیدا کنید برائے
خود عملے را وعبادتے را کہ رسول آنرا نفرمودہ است واز اینجا معلوم
میشود کہ ریاضات ومجاہدات واعمال کہ نہ موافق شرع وفرمودہ حق باشند
چنانکہ بعضے از طوائف درویشان کنند سود نکنند بیت بزہد وورع کوش
صدق وصفا + ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ + کما قال اللہ چنانکہ گفتہ است
عزوجل فی حق قوم ضلوا عن سواء السبیل دربارہ گروہے کہ گم شدہ اند
از راہ راست ہموار میانہ واختراع کردند از پیش خود عملہا وعبادتہا ورہبانیۃ
ابتدعوہا ونو پیدا کردند اہل کتاب رہبانیت را کہ عبارت است از کثرہ ریاضت
ومبالغہ در عبادت وگوشہ گرفتن واز خلق گسستن وقطعاً گرد شہوت
ولذت نگردیدن ماکتبناہا علیہم ننوشتیم وفرض نگردانیم ماکہ پروردگاریم
آنرا بر ایشان تا حکایت است از فضولی کردن وبر فرمودہ نایستادن این
گروہ وبر خود دشوار کردن کار را عاقبت آنرا ہم بجائے نیاوردند ورعایت
حق نکردند ثم انہ قد زکے نہ لیتر بدرستی وراستی بتحقیق پاک گردانیدہ است
وے عزوجل نبیہ پیغمبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم ونزہہ ودور داشتہ است

اورا من الباطل از ناحق و دروغ فقال پس گفته است وے تعالی
وما ینطق عن الهوی سخن نمیکند وے صلعم از پیش خود و بهواے نفس
خود ان هو الا وحی یوحی نیست منطوق وے که در ابلاغ شریعت میگوید
مگر وحی که فرستاده شده است بسوی وے اے ما اٰتاکم به فهو من عندی
لا من هواه ونفسه یعنی چیزیکه آورده است وے آنرا از دین و شریعت از
نزد من است نه از خواهش و نفس او است فاتبعوه پس پیروے کنید اورا
ثم قال پس تر گفته است حق تعالی قل ان کنتم تحبون الله بگو اے محمد اے محب
من اے محبوب من اگر هستید شما که دوست می دارید خدا را و میخواهید که تقرب
و وصول درگاه وے مخصوص گردید یا میخواهید خدا را که شما را یا شد و شما را
دوست دارد فاتبعونی یحببکم الله پس پیروی کنید مرا تا دوست دارد شما را خدا
ربط عبارت و معنی آن بر وجه ثانی ظاهر است و بر وجه اول مقصود آن باشد
که اگر شما میخواهید که محب خدا باشید مرا متابعت کنید محب چه که محبوب او خواهید
شد و عبارت وے رضی الله عنه نیز که فرمود فتبین ان طریق المحبة اتباعه
محتمل هر دو معنی است پس بیان کرد حق سبحانه تعالی که راهے که بآن بمحبت
مولی برسند اتباع پیغمبر است صلی الله علیه وسلم قولاً و فعلاً در گفتار و کردار
و هرگاه اتباع در قول و فعل حاصل شد اتباع در حال که اثر و نتیجه آنست
نیز خواهد بود که المواهب آثار المکاسب و انتهی الملخص صحابه کبار و اهل بیت اطهار

باوجود اسکے احرص الناس علی جمیع العبادات واعلم الناس بامور الدین واقرب بار سید المرسلین تھے اور
ایمہ مجتہدین جو اعلام شریعۃ وموسس اساس فقہ وکتاب وسنت واقرب
زمان صحابہ تھے جب اونسے اس بارہ مین کوئی قول وفعل ثابت نہین تو بڑا
تعجب ہے کہ چھہ سو برس کے بعد اس فرقہ کو کس سے اور کہان سے
سند قوی وحکم ودلیل مستحکم حاصل ہوئی اور بمقابلہ اوس زمان وزمانیان
کے کب زمانہ وزمانیان ششش صدی یا مابعد اوسکے قابل حجت وتمسک ہین پس
یہہ امر دو وجہو نسے خالی نہین یا تو وے حضرات ان امور خاص کو دین ودنیا
سے نہین جانتے تھے اسیلئے اوس کیطرف توجہہ والتفات نفرمائی یا اسکے
ثواب وترک کے عذاب سے ناواقف وبے خبر وبے علم تھے جو اس حسنات
سے محروم رہے یہہ صریح البطلان ہے پس اول مقرر وثابت ہوا
اور اول جس شخص نے احداث اس امر محدث کا کیا سلطان مظفر الدین
اربلی ہے کہ سن چھہ سو چار ہجری مین موجد اس امر نزاعی وبدعی کا
ہوا چنانچہ تواریخ ابن خلکان مین جو بڑی معتبر ونامی کتاب ہے مفصل
لکھا ہے کہ وہ فاسق ومسرف تھا ناچ باجا وراگ واسراف وغیرہ مین
مصروف رہتا تھا چنانچہ حال مظفر الدین شاہ اربل کا اس مجلس کے
اہتمام مین یہہ تھا کہ طیار کراتا تھا قبے لکڑی کے ہر قبہ مین چار یا پانچ طبقہ
ہوتے تھے اور بیس یا زیادہ قبہ کھڑے کراتا تھا ایک قبہ اپنے لیئے

اور باقی واسطے اور امرا اور اعیان دولت کے لیئے ابتداے صفر سے
بزینت وہ قبہ آراستہ کیئے جاتے تھے ہر طبقے مین اون قبون کے ایک
جماعت راگ گانے والون کی اور ایک جماعت ٹپے اور خیال گانیوالونکی
اور ایک جماعت باجے والون کی بیٹھی تھی پھر ہر روز بعد نماز عصر کے
اپنے قبہ مین داخل ہوکر راگ راگ گانے والون کا سنتا تھا اور ٹپے
اور خیال خیال گانے والون پر خوش ہوتا تھا اور خود ناچتا تھا اور جبکہ
رہتے دو دن پہلے مولد سے نکالتا اونٹ اور گائین اور بکریان بہت شمار
سے زائد ساتھ طبلون اور آلات غنا اور لہو کے جو کچھ اوسکے یہان تھے
یہانتک کہ لاتا اونکو میدان تک پھر جلدی کرتے نوکر بادشاہ کے ذبح اور
قربانی اونکی مین اور چڑہاتے دیگین اور پکاتے طرح طرح کے کہانے
پھر جب ہوتی رات مولد کے بہت راگ گواتا قلعہ مین بعد نماز مغرب سے
اور سبط بن الجوزی نے اپنی تاریخ مرات الزمان مین لکھا ہے مجلس
راگ کی آراستہ کرتا تھا صوفیون کے لیئے ظہر سے فجر تک اور خود ناچتا تھا
امام سرخسی نے شرح سیر کبیر مین لکھا ہے البتہ سماع اور قول اور رقص جو
صوفی ہمارے زمانے کے کرتے ہین حرام ہے نہین جائز ہے جانا اور
بیٹھنا اوسمین اور ہدایہ مین ہے دلالت کرتا ہے مسئلہ اسپر کہ ملاہی سارے
حرام ہین یہانتک کہ گانا ساتھہ بجانے کے بالجملہ فاسق ہونا مظفر الدین بادشاہ

مذکور اور اون لوگون کا کہ شریک اوسکے تہے اور مجلس نکالی ہوئی سلطان
مذکور کو جائز کہتے تہے ثابت ہے اور فتوا ایسے لوگون کا قابل قبول کے
نہین ہے اور مویداسکا وسعین ترویج ابو الخطاب عمر بن دحیہ ہوا
وہ وقت جانے خراسان کے اربل مین آیا مظفر الدین کا اہتمام دیکہکر واسطے
خوشی ورضا مندی مظفر الدین کے یک کتاب مسمی بہ تنویر فی مولد السراج المنیر
تصنیف کرکے پیش کیا شاہ اربل نے ہزار دینار اوسکے صلہ مین ابن دحیہ
کو دیا پہر تو جاری وساری ہوگیا یہان تک کہ اس درجہ کو پہونچا حال
مذہین والقار شاہ اربل کا احداث بدعت ورواج وشغل غنا ومزامیر واسراف
سے ظاہر ہوگیا کہ کیسا قابل ملامت تہا اور ابن دحیہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی
نے لسان المیزان مین بلفظ متہم فی النقل مجروح کیا ہے اور ابن
نجار نے ابن دحیہ کے حال مین نقل کیا ہے کہ رایت الناس مجمعین
علی کذبہ وضعفہ وادعایہ سماع مالم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ یعنے دیکہا مین
نے بہت سے آدمیون کو کہ متفق تہے اوپر کذب ابن دحیہ کے اور اوپر ضعیف
ہونے اوسکے اور اوپر دعوی کرنے اوسکے سماع اوس حدیثون کے
کہ سُنا اوسے ابن دحیہ نے اور اوپر ملاقات اوس شخص کے کہ جسکی
ملاقات کی ابن دحیہ نے خلاصہ یہہ کہ جس حدیث کو وہ نہ سنے تہا کسی
شخص سے دعوی کرتا تہا کہ اوسکو سُنا ہے اور جس سے ملاقات

اوسکو نہی دعوی کرتا تہا کہ اوس سے ملاقات ہے اور کتب اسماء الرجال وغیرہ مین بہت قصے اوسکے واضع و کاذب ہونے کے سلکہے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی مین دربیان اقسام واضعین احادیث کے لکہا ہے ضرب یلجئون الی اقامۃ دلیل علی ما افتوا بہ بآراہم فیضعون وقیل ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک کانہ وضع الحدیث فی قصر المغرب یعنے ایک قسم وضاعین حدیث کے وہ ہین کہ مضطر و پریشان ہین جانب قایم کرنے دلیل کے اوس مسئلہ پر کہ فتویٰ دیا ہے اوسکا اپنی راے سے پس حدیث بناتے ہین کہا گیا ہے کہ ابو الخطاب ابن دحیہ یہہ بات کرتا تہا اور شاید کہ اوسی نے وضع کی ہے حدیث قصر کی نماز مغرب مین اور کہا ابن حافظ ابو الحسین بن الفضل نے پس جانا مین نے کہ یہہ ابن دحیہ ہلکا جاننے والا ہے دین کے کامون کا عادت رکہتا ہے جہونٹ بولنے کی دین کے کامون مین اور حافظ ضیاء مقدسی نے ذیل کامل مین لکہا ہے کہ اچہا معلوم ہوا مجکو حال ابن دحیہ کا تہا بہت برا کہنے والا امامون کا اور خبر دی مجکو ابراہیم سنہوری نے کہ مشایخ مغرب نے لکہا جرح اور تضعیف ابن دحیہ کی اور پہر کہا حافظ ضیاء نے بعد نقل قول سنہوری کے کہ پہر دیکہیں مین نے ابن دحیہ سے بہت چیزین

کہ دلالت کرتی تحقیق مجروح وضعیف ہونے پر جب معلوم و ثابت ہوا
حال کاذب و فاسق ہونے محدث و مغنین و مروج کا تو کھل گیا ب
اہل انصاف و تمیز پر حال شے محدث کا کہ کس قدر مخالف و مجروح و
مقدوح ہے وچنانچہ کتاب شرعۃ اللہ مین مرقوم ہے ومنہا القیام
عند ذکر وضع خیر الانام فی عمل مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام فانہ بدعۃ لا اصل لہ
فی الشرع کیف و دلت الاحادیث والآثار علی کون القیام لتعظیم القادم
مکروہا فما بال ہذا القیام الذی احدث عند حکایۃ القدوم فی ہذا العمل فلو سلم
مشروعیۃ القیام لتعظیم القادم کما ہو مذہب بعضہم لا یلزم منہا مشروعیۃ
ہذا القیام ولا تغتر بما اعتادہ المدعون للوجد والمحبۃ فان کثیرا منہم اشتغلوا
بالمزامیر والملاہی والرقص وامثالہا مع اتفاق العلماء سیما الحنفیۃ علی
حرمتہا یعنی بعض بدعیوں سے قیام ہے وقت ذکر ولادت خیر الانام
کے بیچ عمل مولد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پس ہر آئینہ وہ
بدعت ہے کچھ اصل نہین اوسکی شرع مین کیونکر نہ بے اصل ہو حال
یہ ہے کہ دلالت کیا احادیث و آثار نے اوپر ہونے قیام کے مکروہ واسطے
تعظیم شخص آنے والے کی پس کیا حال ہے اس قیام کا کہ نو پیدا
ہوا وقت بیان قدوم کے اس عمل مولد مین پس اگر تسلیم کیجاوے
مشروعیت قیام کے واسطے تعظیم آنے والے کی جیسا کہ مذہب بعضون کا

ہے تو اوس سے لازم نہین آتا ہے مشروع ہونا اس قیام کا وہ فریفتہ ہو
تو ساتھہ اوسکے کہ عادت پکڑی مدعیان وجد و محبت نے اسواسطے کہ
اکثر اونہین کے مشغول ہوئے ساتھہ مزامیر و ملاہی و ناچ و اقبال اور
باوجود اتفاق علما کے خصوص علمار حنفیہ اوپر حرمت اوسکے وقال الطیبی
وقال الشیخ محمد الشامی فی سیرتہ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا
بذکر وضعہ صلعم ان یقوموا تعظیما لہ صلعم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہ یعنی کہا
قامع البدعات مولانا شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرت مین
کہ جاری ہوئی عادت اکثر محبین کی جب سنتے ہین وہ ذکر ولادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کرتے ہین واسطے تعظیم آنحضرت
کے در حال آنکہ یہہ قیام بدعت بے اصل ہے قال صاحب نور الیقین
لمن طلب الدین چیزیکہ نام آن مولدے نامند بدعت است چہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچکس بدین نفرمودہ و نخلفائے او و نہ
ایمہ و نحو اوابن فعل کردہ اند انتہی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی
اپنے مجموعہ فتاوی سے تحفۃ القضاۃ مین لکھتے ہین کہ ما یفعلہ
الجہال علی راس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند
ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجی وحاضر فزعمہم باطل بل ہذا الاعتقاد شرک وقد منع الایمۃ الاربعۃ

[illegible] جہال اوپر شروع ہر سال کے ماہ
ربیع الاول مین کچھہ نہین ہے کوئی شے اعتباری و دینی نہین ہے
اور کھڑے ہوتے ہین وہی جہال وقت ذکر مولد حضرت کے اور گمان
کرتے ہین کہ روح حضرت کی آتی ہے اور حاضر ہے پس یہہ گمان اونکا
باطل ہے بلکہ یہہ اعتقاد شرک ہے و تحقیق کے منع کیا چارون اماموں
نے ایسے عقیدہ و عمل باطل سے اور قاضی نصیر الدین گجراتی نے
کتاب طریقۃ السلف مین لکھا ہے قد احدث بعض جہال المشائخ
امور کثیرۃ لا نجد لہا فی کتاب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادۃ
سید الانام علیہ التحیۃ والسلام یعنے بیشک نکالے بعض جاہل مشائخون
نے بہت ایسے نئے امور کہ نہین پاتے ہین ہم اثر اوسکا کتاب و
سنۃ مین بعض اونمین سے ہے قیام وقت ذکر ولادۃ سید الانام ہے
اور کتاب بہجۃ العشاق مین لکھا ہے یا یفعلہ العوام من القیام
عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشئ بل ہو مکروہ اعنی جو کہ کرتے
ہین عوام قیام وقت ذکر ولادۃ جناب خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام کے وہ کوئی
چیز نہین ہے بلکہ مکروہ ہے قال الامام الغزالی ثم البدعۃ فی الاعتقاد
بعضہا کفر و بعضہا لیس بکفر لکنہا اکبر من کل کبیرۃ حتی القتل والزناء
ولیس فوقہا الا الکفر والبدعۃ فی العبادات وان کانت دونہا لکنہا

فعلہا عصیان وضلال لاسیما اذا صادمت سنۃ ذکرۃ ستواسے اسکے
قدمار اکابر علمار مذاہب اربع جو بڑے نامی وگرامی وصاحب تصنیفات شہیرہ
ہیں وہ مانع وممنکر اس عمل مولد کے ہیں مثل ابو عبد اللہ ابن الحاج مالکی
صاحب مدخل اور احمد بن محمد المصری مالکی صاحب قول معتمد اور علی بن
الفضل المقدسی مالکی اور ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد المجید مالکی اور
محمد بن ابی بکر المخزومی مالکی مصنف کتاب البدع والحوادث اور شمس الدین
بن القیم حنبلی اور شرف الدین احمد صاحب تاویلات اور علاء الدین
بن اصل الشافعی مصنف شرح البعث والنشو اور عبد الرحمن مغربی
حنفی صاحب فتاوی اور قاضی شہاب الدین ملک العلماء دولت آبادی
مصنف تفسیر بحر مواج ومولف فتاوی تحفۃ القضاۃ اور بیر علے
افندی حنفی مصنف طریقہ محمدیہ اور ابن رجب افندی حنفی شارح
طریقہ محمدیہ اور علامہ فخر الدین خراسانی صاحب تاریخ اور امام شعرانی
صاحب کتاب تنبیہ اور تاج العلماء تاج الدین فاکہانی اور مولانا فضل اللہ
صاحب بہجۃ العشاق اور صاحب تلخیص البحر اور ابن نقطہ بغدادی
اور صاحب فتاوی ذخیرۃ السالکین وحضرت شیخ احمد سرہندی مجدد
الف ثانی اور علی ہذا القیاس ہر زمانہ و ہر طبقات میں اتنی بکثرت علماء
ہوتے آئی کہ احصاء وشمار اونکا نہایت دشوار ہے نقل عبارت میں ان

بزرگوار کی ایک عرفہ طویل و طوار ہونیکا یقین ہے لہذا اسی قدر پر اکتفا
کی گئی اب ان مجوزین سے استفسار ہے کہ کیا وجہ قیام کی ہے اگر
بغرض تعظیم ہے تو پہلے احادیث سے گذر چکا کہ یہہ قیام حضرت کو خود
حالت حیات دنیاوی مین مکروہ و مبغوض تہا پہر اب بدرجہ اولی اوس
کراہت کے رعایت چاہی مناسب نہین کہ جو حضرت کو ناپسند ہووی
حضرت کے شان مین خاص کیا جاوے اور یہہ گمان کہ اب اوس
امر مکروہ و مبغوض سے حضرات راضی ہونگے اگرچہ دنیا مین ناراض تہے
نہایت گمان بد و قابل تدارک و تعزیر ہے کسواسطے کہ شان بزرگان
سے بعید ہے کہ جس امر کو برا جانے و بد کہے اور اوس سے ناراض ہولے
پہر اوسکو اوس عالم تقدس مین اچہا جانے اور اوس سے راضی ہو
جاوے خصوصاً شان پاک حضرت مقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے اور بالفرض
یہہ تعظیم ہے تو کسکی تعظیم ہے آیا تعظیم نام نامی کی تو ہر جگہہ و من اول الکتاب
الی نہایتہ چاہیے نہ ایک جگہہ خاص و یک وقت مخصوص مین اور یہی ترجیح
بلا مرجح ہے یا یہہ تعظیم خاص حضرت کی یا روح پاک حضرت ہی کی یا والدہ ماجدہ
حضرت کی یا یہہ سب بے ادبی و یک قسم کی بیحرمتی ہے ایسے لوگ قابل تعزیر
و لایق توبیخ ہین کسواسطے کہ حضرت نہ وہان تشریف رکہتے نہ روح پاک
آتی ہے نہ والدہ ماجدہ حضرت کی نہ وہ حالت خاص ہے و لو سلم

کہ کسی کی تعظیم ہے تو ہملوگ ایسی تعظیم کے مامور نہین ہین جیسا کہ علامہ
فاکہانی نے لکھا ہے تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ مشروع معہود
لا بکل وجہ امر محمود وما عہدہ فی الشرع ذلک العمل وما امرنا من اللہ بجمیع الناس
لاظہار الفرح والاستبشار بمولد رسولہ الاکمل انتہی بلکہ ہملوگون کو خود حضرت نے
اس قیام مین منع فرمایا ہے کما روی لا تقوموا کما یقوم الاعاجم پس ترک
اسکا بے تعظیمی نہین ہے کیونکہ تعظیم کے معنی بزرگی کرنا یا بزرگ جاننا
جیسا کہ توحید کے معنی واحد جاننا ہے ہملوگ حضرت کو بزرگ بڑا جانتے
ہین یہانتک مصرعہ بعد از خدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر ۔ آور اپنا مقتدا اور شفیع
یقین کرکے جان دل سے مانتے ہین پس تعظیم کے معنی قیام کے نہین
ٹھہرے سوائے اِسکے مدار وانحصار تعظیم کا اِسی قیام مین کہانسے ہوا
اور یہہ جو بعض الناس لکھتے ہین کہ یہہ قیام بدعت فی العادة ہے ترک اسکا
اولی ہے لیکن ترک مین گمان وہابیۃ کا ہوتا ہے اس سبب سے کرنا چاہئیے
اولاً اِس قول مین خود تناقض ہے آخر حکم ترک اور حکم فعل قیام اِک طرح
آپسمین مخالف ومتناقض ہین دوسرے یہہ کہ اگر امورات ناجائز ومبتدعیہ
بگمان کسی تہمت ناحق کے جائز العمل ہوجاوین تو بہت منکرات ووا ہیات
ایسے ایسے گمان باطل سے درست کیا بلکہ واجب العمل ہوجاوینگے تیسرے
یہہ کہ منع قیام وغیرہ کو وہابیۃ سے کچھ علاقہ وواسطہ نہین بلکہ وہابیۃ وہ ہے

جیسے حکام وقت اپنے شخص بدخواہ و دشمن جانتے ہین اور وہ مقابلہ ان حکام سے
کرے اور انکے امن و احسان کو فراموش کر کے عداوت کرے وہی وہابی ہے
عامل احکام شریعت اور پابند سنت ہرگز ہرگز وہابی نہین ہے جیسا کہ ترک
مین گمان اتہام وہابیت کا ہوگا اوس سے بڑھ کر عمل و قیام مین قباحت
شمول فرقہ مبتدعین کلاب اہل النار مین ہے جیسا امام مناوی نے
اپنی کتاب کنوز الحقایق فی حدیث خیر الخلایق مین دیلمی سے
نقل کی ہے قال النبی صلعم المبتدعة کلاب اہل النار یعنے فرمایا حضرت نے
مبتدع کتے دوزخیون کے ہین نعوذ باللہ منہا اور امام ابن حجر مکی نے کتاب
زواجر عن اقتراف الکبایر کے کبیرہ ۱۵ ترک سنت مین احمد و ابوداؤد
سے روایت کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة قید شبر
فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه قال جلال البلقینی المراد بذلک اتباع البدعة
عافانا اللہ عن ذلک وحج الیضا لعن اللہ من احدث حدثا وان اللہ حجب التوبة
عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته وفی روایة لابن ماجه ابی اللہ ان یقبل
عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته وفی اخری له لا یقبل اللہ لصاحب بدعة
صوما ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج
الشعر من العجین انتہی چوتھے یہہ کہ یہہ فی دلیل جواز کے احداث کی ہے
پانچوین یہہ کہ یہہ گمان اب بعد ظہور فرقہ وہابیہ کے اس مبتدع محدث کو

حادث ہوا اشاد اربل کے وقت سے آج تک کبھی اور کو بھی ہوا یا نہین
اور قبل از ظہور فرقہ وہابیہ کون اہتمام تہا کہ لوگ کرتے آئے علاوہ اسکے
جو جو کام وہابی لوگ کرتے ہین مطابق قول باطل اوس قایل کے اون
سب کے کرتے ہین یہہ گمان تہمت عارض ہے پس اولی اون سب کا
ترک معلوم ہوتا ہے حالانکہ اوسمین قباحت عظیم ہے چنانچہ جو ماہر ہے
اوسپر ظاہر ہے اور اوسکے تفصیل مین تطویل ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ
اور اگر تعظیم نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام ہی مین مقصود ہوتی
تو جب اسم مقدس حضرت کا سنتے قیام کرتے اور نام پاک حضرت کا
سنکر بڑی تعظیم وتاکیدی امر یہہ ہے کہ درود و سلام حضرت پر بہیجین کہ
موجب اجر جزیل وثواب بیشمار ہے و باعث نجات و وقایۃ وعید ہے ترک
ترک صلوۃ والسلام و اطلاق بخل سے ہے مرقاۃ مین لکہا ہے کہ آیت
ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی مین لفظ صلوا صیغہ امر کا واسطے وجوب
کے ہے اور مجلی شرح موطا مین لکہا ہے اعلم ان الصلوۃ فرض بالامر مرۃ
واحدۃ فی العمر اتفاقاً واختلف فی وجوبہا کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاختار الطحاوی تکرار الوجوب کلما ذکر اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولو
اتحد المجلس علی الاصح لالان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب
یتکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ ولیصیر دیناً بالترک فیقضی لانہا حق عبد کالتسمیت

دبہ قال ابن اسحاق وقال ابن العربی انہ الاحوط وقال الکرخی انہ لا یجب
تکرارہا کلما ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم بل یستحب وفی الدر المختار
المعتمد من المذاہب قول الطحاوی وصححہ المجلسی وغیرہ انتہی والآیۃ تدل
علی الوجوب فی الجملۃ وقیل یجب الصلوٰۃ کلما جری ذکرہ لقولہ علیہ السلام رغم
انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی وقولہ من ذکرت عندہ فلم یصل علی
فدخل النار وقولہ یحسب المرء من البخل ان اذکر عندہ ولا یصل علی د
عن علی رضی عنہ قال قال رسول اللہ صلعم البخیل الذی من ذکرت عندہ
فلم یصل علی رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ وفی زواجر عن اقتراف الکبائر
لابن حجر مکی رح اخرج الطبرانی عن حسین بن علی رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فخطی الصلوٰۃ علی خطی
طریق الجنۃ وعن ابن ابی عاصم قال قال الا اخبرکم بابخل الناس قالوا بلی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذکرت عندہ فلم یصل علی فذلک
ابخل الناس تنبیہ عد ہذا ہو صریح ہذہ الاحادیث لانہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذکر فیہا وعیدا شدیدا کدخول النار وتکرار الدعاء من جبرئیل والنبی صلعم
بالبعد والسحق ومن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالذل والہوان والوصف
بالبخل بل بکونہ ابخل الناس وہذا کلہ وعید شدید جدا فاقتضی ان ذلک
کبیرۃ لکن ہذا انما یاتی علی القول الذی قال بجمع من الشافعیۃ والا لکثیہ

والحنفیۃ والحنابلۃ انہ یجب الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکر وہو صریح
بہذہ الاحادیث الخ الملخص یہہ کہ نام نامی سُنکر ثواب درود وسلام سے
محروم رہتے ہین اور مرتکب گناہ کبیرہ ترک سلام وصلوہ کے ہوتے
ہین اونکا خوف ومضایقہ نہین جانتے مگر امر لغو ونزاعی قیام مین جہت
دکم البتہ مستعد رہتے ہین بلکہ اوسکے ترک کو وعید ترک صلوۃ وسلام
سے بہی گویا نہایت بڑہ کر جانتے ہین حالانکہ ترک صلوۃ وسلام پر وعید
شدید وارد ہے اور ترک قیام پر کچہہ نہین بلکہ فعل قیام مین کراہیۃ و
نہی ثابت ہے جیسا کہ گذرا اور بالفرض یہہ کہا جاتا ہے کہ اس امر مین اختلاف
وتنازع واقع ہے جیسا کہ عاملین ومجوزین بہی تاویل وتحریف وتبدیل کر
فکر اثبات مین رہتے ہین تو رفع اختلاف ودفع تنازع اس طور پر کرین کہ
رجوع جانب آیات ونصوص واحادیث صحاح غیر منسوخہ وغیر ماولہ کے
کرکے حقاً وانصافاً نہ تعصباً واعتسافاً تصفیہ واتفاق کرلین جیسا کہ ماموں
وماثور ہے اذا تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ ورسولہ فی المشکوۃ عن ابن عباس
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامر ثلثہ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ
فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ عزوجل رواہ احمد اور امر اختلافی غیر
ضروری مین جو مقتضاے احتیاط ہو اوسے کرنا چاہیئے اور امور محدث
بے اصل مین عمل بدلیل حرمین شریفین کا بعد قرون ثلثہ علی الخصوص اس زمانے

مین کچھہ حجت قطعیہ و براہین شرعیہ سے نہین ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکہا ہے وانکر الطرطوسی الاجتماع لیلۃ الختم فی التراویح ولنصب المنابر وبین انہ بدعۃ منکرۃ وقلت رحمۃ اللہ ما فطنہ وقد ابتلی بہ اہل الحرمین حتی فی اللیالی الختم یحصل اجتماع من الرجال والنساء والصغار والعبید مالا یحصل فی الجمعۃ والکسوف والعید ویترتب علیہ الفساد العدید والمنکر الجدید ویستقبلوا النار ویستدبرون بیت الملک الجبار ویقفون علی ہیئۃ عبدۃ النیران وفی طیش المطاف حتی یضیق علی الطائفین المکان ویشوشون علیہم وعلی غیرہم من الذاکرین والمصلین وقراء القرآن فی ذلک الزمان فنسال اللہ العفو والعافیۃ والغفران واللہ المستعان انتہی اور ابن القیم نے اپنی کتاب زاد المعاد مین لکہا ہے عمل اہل المدینۃ الذین تحتج بہ ما کان فی زمن الخلفاء الراشدین اما عملہم بعد موتہم وبعد انقضاء عصر من بہا من الصحابۃ فلا فرق بینہ وبین عمل غیرہم والسنۃ تحکم بین الناس لا عمل احد بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء انتہی یعنے وہ عمل مدینہ والونکا حجت ہے کہ جو خلفاء راشدین کے زمانہ مین تہا اور عمل اہل مدینہ کا بعد موت خلفاء راشدین کے اور بعد گذرنے عصر ان کے جو مدینہ مین تہے صحابہ سے بس نہین فرق ہے درمیان عمل انکے وعمل غیر اہل مدینہ مین اور سنت حکم کرتی ہے لوگون مین

نہ عمل کیا کا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین کے ۔
قال العینی فی شرح صحیح البخاری فی شرح قولہ علیہ السلام ان الایمان
لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا قال الداودی کان ہذا فی حیات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم والقرون الذی کان فیہم والذی یلونہم خاصۃ لانہ
کان الامر مستقیما وقال القرطبی وفیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم من البدع
وان عملہم حجۃ کما رواہ مالک قلت ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی ثلثون سنۃ ۔
اما بعد فقد تغیرت الاحوال وکثرت البدع خصوصا فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی
اور کہا عینی نے بیچ شرح بخاری شریف بیچ شرح حدیث ان الایمان
لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا کے یعنی بیشک ایمان سمٹ آویگا
طرف مدینہ کے جیسے کہ سمٹ آتا ہے سانپ طرف اپنے سوراخ یعنی
بل کے داؤدی نے شرح بخاری مین تحت مین اس حدیث کے
لکھا ہے کہ تہا یہہ امر یعنے سمٹ آنا ایمان کا بیچ حیات نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور اون قرنون مین کہ تھے حضرت صلعم اون مین اور اون
لوگون مین کہ تہے متصل اونکے خاص کے اس لیئے کہ امر درست تہا رواج
بدعت سے اور کہا قرطبی نے اسمین تنبیہ ہے اوپر صحت مذہب مدینہ
والون کے اور اوپر سلامتی اونکی بدعتون سے اور اوپر اسکے کہ عمل اونکا

حجت ہے کہا عینی نے بعد نقل اس قول قرطبی کے شرح مذکور مین کہ یہہ سلامت
رہنا اہل مدینہ کا بدعت سے نہ تہا مگر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفاء راشدین مین گذرنے قرون ثلثہ تک اور وہ قرون ثلثہ نوے
برس ہین اور بعد ان قرون کے متغیر ہوئے احوال اور بہت ہوئین وہان
بدعتین خصوصاً ہمارے زمانہ مین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح
مشکوٰۃ مین لکھا ہے لو ادرک الاولون ما انتہی الیہ الآخرون کما علیہ اہل زماننا
الغافلون لحکموا الحرمۃ المجاورۃ فی الحرمین الشریفین من شیوع الظلم وکثرۃ الجہل
وقلۃ العلم وظہور المسکرات وفشو البدع والسیئات واکل الحرام والشبہات
یعنی اگر پاتے پہلے پچھلون کو جیسے ہمارے زمانہ کے غافل لوگ ہین تو
حکم کرتے ساتھہ حرام ہونے مجاورت حرمین شریفین کی بسبب شایع ہونے
ظلم اور کثرت جہل وقلت علم وظاہر ہونے بری باتون وفاسق ہونے
بدعات وسیئات اور اکل حرام اور شبہات کی علاوہ اون سبکے حال پہنچی
لحیہ ومسبال ازار اہالی حرمین وعلماء وکبراء وہانکا عیان ہے جو چاہے دیکھہ
لے یا دریافت کرلے حال آنکہ سب جانتے ہین کہ حکم واسطے پستی مونچھہ
ودرازی لحیہ کے ہے فی الموطا عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی یعنے روایت ہے عبد اللہ بن
عمر سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پست

کرنے مونچھہ و دراز کرنے داڑہی کے وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب وعن زید بن ارقم قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا اخرجہ الترمذی
وصححہ النسائی اور خرابی اسبال ازار یعنے بڑائی سے نیچے لٹکانے میں جابجا کے
ظاہر وثابت ہے عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ازرة المومن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین
الکعبین ما اسفل ذالک ففی النار قال ذالک ثلث مرات وکتاب زواجر
عن اقتراف الکبائر مین اسبال ازار اوراوسکی تطویل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے
اسلیئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسفل ہو کعبین کے وہ آتش دوزخ
مین ہوگا اور یہہ وعید شدید دخول دوزخ کبیرہ ہونیکے پر دال ہے ہرگاہ حال حرمین کا بعد قرون ثلثہ متغیر وملوث بدعات
ہو کر قابل تمسک نرہا پہر اب کسطرح لائق سند واعتبار تصور کیا جاوے ایسے
امور مین حال وقال وفعل کسیی دوسرے کا سواے اسکے یہہ عمل کچھہ اہالی
عمائد حرمین کا ایجاد کیا ہوا بہی تو نہین جو کچھہ استدلال کیا جاوے موجد و
محدث اسکا ایک بادشاہ اربل ملک شام کا بعد چھہ سو چار ۶۰۴ ہجری کے ہے
وہ بسبب ارتکاب اسراف وملاہی وغنا ورقص وغیرہ خود قابل سند نہین تو
شئے محدث اوسکی کہ محض بے اصل شرعی ہے کب قابل تمسک ہے اور سیکڑون
آدمی حرمین کے بہی اس عمل کو بے اصل جانتے ہین اور عمل مین نہین لاتے

علاوہ برین اگر فرض کیا جاوے کہ کسی عوارض و اسباب سے حسن لغیرہ ہوکر مباح ہوا تو اصرار و اہتمام و اعتقاد عوام سے کہ مانند سنت و امر تاکیدی کے کہ جانتے ہین کسی طرح قابل عمل نرہا اسواسطے کہ جس مباح پر اہتمام و اصرار ایسا ہو اور عوام اوسکو سنت جانین وہ لایق ترک اور مکروہ ہے اور یہہ اہتمام و اعتقاد بالکل اس عمل قیام مولد مین پایا جاتا ہے پس ترک اوسکا ضروری ہوا چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے و ما یفعل عقب الصلوۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنتہ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فہو مکروہ کذا فی الزاہدی انتہی اور صاحب مجالس الابرار مجلس پچاسوین مین بعد اثبات کراہتہ و بدعت مصافحہ و معانقہ عیدین کے یون ارقام کرتے ہین کہ بعینہ اس عمل پر صادق ہے تنبیہ درہ قولہ لولم یصرح الفقہاء بکراہتہا کانت مباحۃ فی نفسہا لکنہا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس واعتقدوہا السنتہ لازمتہ بحیث لایجیزون ترکہا حتی وصل الیہا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال سے من شعایر الاسلام فکیف یترکہا من کان من اہل الزمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص ہکذا فا عتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح یودی الی ہذا فہو مکروہ حتی افتی بعض الفقہاء حین شاع صوم ایام البیض فی زمانہ بکراہتہ لیلا یودی الی اعتقاد

الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب ورد فیه اخبار کثیرۃ فما ظنک
بالمباح وما ظنک بالمکروہ ولیس ہذا الا الفتنۃ التی قال فیہا عبد اللہ
ابن مسعود کیف انتم اذا اتتکم الفتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشاء فیہا الصغیر تجری
علی الناس بدعۃ یتخذونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ وہذا منکر
وانتہی یعنی ابتداے ایجاد عمل ہذا یعنے چھہ سو چار ہجری سے آج تک
اختلاف واقع ہے کہ یہہ مباح ہے یا بدعت وعند الفقہاء مصرح ومحقق
ہے کہ جب تردد واختلاف کسی امر کے بدعت وسنت ہونے مین ہو یعنے
بعض اوسکو بدعت وبعضے سنت کہین وہ واجب الترک ہے پس وہ شئے
کہ جس کے بدعت ومباح ہونے مین تردد ہے وہ بدرجہ اولی واجب الترک
ومکروہ ہے وما ہو واجب الترک فاونا ہ مکروہ وقال الشیخ ابن الہمام فی
فتح القدیر ما تردد بین السنۃ والبدعۃ فترکہ لازم لان ترک البدعۃ لازم و
اداء السنۃ غیر لازم انتہی وقال الامام ببر علی الافندی فی الطریقۃ المحمدیۃ
ان الفقہاء قالوا اذا تردد فی شئے بین کونہ سنۃ او بدعۃ فترکہ لازم انتہی
وقال ابن الحاج فی کتابہ مسمی بالمدخل ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع
اعتقادہم ان ذلک من اکثر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی
شہر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع ومحرمات انتہی وقال
تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ

ولا ينقل عنه عن احد من العلماء الايمة الذين هم القدوة فی الدين المتمسكون بآثار المتقدمين بل هو بدعة احدثها البطالون وشهوة نفس اغتنى بها الاكالون انتہی ہرگاہ ایمہ علماء محققین فضلاء اس طور سے لکہتے ہین تو قول یک شخص مجہول متاخر برزنجی کا کہ سواے اس کے رسالہ کے اور کہین سے پایا نہین جاتا ہے کب محققین و اہل الديانة والابصار اعتبار کرتے ہین و سواے اوسکے برزنجی قد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف الخ لکہتے ہین یعنی مستحسن جاننا متاخرین کا کسی شئے محدث کو یا عمل اوسکا باعث قبولیت و حجت ہونے اوسکی نہین ہے کہ بدعت سے نکل کر تحت السنن داخل ہو اور متبعین کتاب سنت اوسکا انکار ورد نکرین اور ایسے ہی استحسان کو صاحب بحر رائق نے بدعة کی تعریف مین اعتبار کیا ہے جیسا کہ حال مفصل لکہہ چکے اللہ تعالے ہدایت و توفیق عطا فرمائے بمنہ و کمال کرمہ اور ہمیشہ ہر زمانہ مین اپنی رضا و اتباع رسول مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مین رکہے علی الخصوص اس ایام ورزمانہ مین اسلیئے کہ اب عجیب وقت پر فتنہ آیا ہے کہ جہلہ بہی بشکل علماء و وضع فضلا کی اختیار کرکے مسایل غلط بیان کرتے ہین اور لوگون کو بہکاتے ہین اور دو یک رسالے چہوٹے چہوٹے اردو کے پڑہکر اپنے کو عالم لاثانی کہلاتے ہین اور اپنے مشتہر ہی ہین اور اگر کوئی اونکے علم و کیفیت استعداد کی بیان کرتا ہے نہایت غضب مین آکر دشنام دیتے

ہین و سخت کلامی کرتے ہین حالانکہ یہی ثبوت قوی و دلیل ہین اونکے
جہل و نادانی کی ہے آور اپنے کو بیفایدہ بحیثیت جہالت معرکہ تحریر و تقریر
ہین بمقابلہ علماء کاملین و کملاء مدققین کے ڈال کر ذلیل و خوار کرتے ہین
آور اپنے موافق و جہل و نقص عقل و ہواے نفسانی کے جو جو جی مین آتا ہے
منہ سے نکالتے ہین آور جو کچھہ بیہودگی و مقتضاے سخافت ہوتا ہے
اوسے بیخوف لکھہ ڈالتے ہین آور اسکے انجام و نتیجہ کو کہ ذلت دنیا و عقبیٰ و خرابی
اولیٰ و اخریٰ ہے کچھہ نہین سوچتے اس قسم کے لوگ مجکو سفر حضر مین بہت
ملے ازانجملہ ایک ناقص اُردو خوان بے غیرت و بے حمیت نے جو ظاہر مین
دوست قدیم سلیم و حلیم تہا اور اکثر استفادہ و تحقیق مسایل و تصحیح فتاوی
و رسایل جناب مستطاب مولانا نجبش احمد صاحب قاضی لودی سے کیا کرتا تہا
بحمیت جاہلیت باظہار قابلیت ایک قریہ دار النشر مین مولانا موصوف سے
مقابل ہوا اور روبرو بعض القضاۃ والثقات کہنے لگا کہ جو امر سن چہہ سو ۶۰۰
ہجری مین جاری ہوا وہ ہرگز بدعت نہین کیونکہ وہ زمانہ خیر تہا تب مولانا نے
کہا کہ بتاے سن چہہ سو ہجری کنکا زمانہ اور کون قرن تہا جو آپ اوسکو زمانہ
خیر فرماتے ہین آیا وہ زمانہ صحابہ کا تہا یا تابعین یا تبع تابعین کا یا کسی امام
مجتہد کا آور وہ امر محدث بے اصل بدعت کیون نہین ہے تہر بعض مجوزین
و متاخرین کا اوسنے نام لیا تب مولانا نے اونکا نشان و زمانہ و سنین وفات

و تولد پوچھی تب بہت گھبرایا و خفیف ہوا تہوڑی دیر کے بعد پہر کہنے لگا
کہ فرمائیے جو لوگ سن چھہ سو ہجری مین ستہے وے سب آپسی اچہے
تہے یا برے تب مولانا نے قل و دل یون فرمایا کہ مجھسے ہر زمانہ مین
اچہے برے ہوتے آئے ہین اور اب بہی مجھسے بہت اچہے اور بعضے
برے ہین کوئی اس اچہے و برے کا فصل حجت شرعیہ نہین ہے اوس وقت
بعض القضاة والثقات نے اوس سے پوچہا کہ جواب ہوا یا نہین اوسنے
اقرار و تسلیم کیا کہ جواب با صواب یہی ہے پہر بعض القضات نے
اوس سے پوچہا کہ اب اسپر آپکو کچہہ اعتراض و کلام ہے یا نہین کہا
کچہہ نہین مین تو ایک مرد جاہل ہون اتنی سنی سنائی تہی اور کیا
جانون پہر بسبب ندامت و پشیمانی کے غصہ مین آکر جو مقتضائے جہل و
نادانی تہا کہتا اور مولانا نے ساتہہ تعوذ و لاحول کے اعراض موافق
اس آیۂ کریمہ کے کیا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین اور ایسے
رسالے جسمین مضامین واہی تباہی سباب و تبرا و اعتراض لوچ لچر بہرے
تہے بہت نظر آئے ازانجملہ اندنون ایک رسالہ مسمی باطمینان القلوب کہ
حقیقت مین جہل اسلوب و مشوش القلوب ہے نظر آیا دیکہا چاہیے
کہ کسقدر اوسمین سفسطہ و واہیات و لغویات بہرے ہین اور سراسر
جہل و تبرا و سباب و واہی تباہی باتین اوسمین لکہی ہین اوس سے صریح

اوسکے مولف کی جہل و نادانی ظاہر ہے اگرچہ قابل ذکر و بیان
نہین لیکن بعض بعض اوسکی ہفوات و شطحیات سے ہم آگاہ کر دیتے
ہین تاکہ کم علم و سید ہے مسلمان لوگ اوسکو جان پہچان کر بچتے رہین
اور اوسکی تحریفات و خرخرفات و تاویلات علیلات سے ہوشیار رہین
قولہ اونکی ہدایت سے اللہ تعالے کی معرفت سے اپنی جہل و نادانی ثابت
ہوگئی اور مشاہدہ سے نجات پاکی معرفت سے حیرت کی طرف پہونچا اقول
اولاً یہہ انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء کے خلاف ہے
دوم یہہ کہ اگر ثبوت اپنی جہل و نادانی کا عموماً ہے تو مسلم الثبوت ہے جیساکہ
اظہار اوسکا عنقریب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر خصوصاً تو وہ بہی بعض
موادین مسلم ہے منہا سیاتی سوم یہہ کہ مشاہدہ سے اگر مراد معنی لغوی
ہے تو مسلم ورا اصطلاح صوفیہ مقصود ہے تو غیر مسلم ہے کہ مشاہدہ کوئی
شئے منکر نہین ہے کہ اوس سے نجات مناسب ہو بلکہ اگر فقرہ یوں ہوتا کہ
ترقی پاکی معرفت سے حیرت کو پہنچا تو نہایت بہتر ہوتا چنانچہ ماہرین جانتے
ہین چہارم یہہ کہ مقام معرفت سے مقام حیرت کو کہ یک گونہ مرتبہ بیخودی
و بیکاری ہے پہونچا اور وہان متوقف رہنا عند السالکین کچہ افضل نہین
ہے بزرگان دین مقام عرفان کی دعا و عاجزی فرماتے تہے چنانچہ
ما عرفناک حق معرفتک دلیل کافی ہے جیساکہ کتب تصوف مین مرقوم ہے

قولہ تمہا نے بنگالہ تک شرک اور بدعت کو مٹایا اور وعظ کہہ کے اور کتابین
تصنیف کرکے لامذہبون کا رد کرتا رہا اقول لفظ یہان سے گویا واسطے
ابتدا کے اور بنگالہ تک واسطے انتہا کے ہے پس مٹانا شرک و بدعت
کا درمیان اس ابتدا و انتہا محدود و محصور کے مقید ہے اور حال اس
دعوی بلا دلیل اور کذب کا ظاہر ہے کہ خود شہر جونپور مین کیا کیا بدعتین
اور کیا رسمین اور کتنی تعزیے داری اور تبراگوی بخصوص قریب محلہ ملا ٹولہ
مین جاری ہے اور جونپور سے بنگالہ تک جتنے شہر و گانون ہین سب مین
مراسم منکرات و بدعات جاری ہین کوئی گانون بھی بالکل صاف و پاک
نہوا پھر قول اوسکا کہ یہان سے بنگالہ تک شرک و بدعت مٹایا محض مردود
ہے اور حال بیتاثیر و بیتحصیلم ہونے وعظ حضرت کا کہ جس کے مشتاق ہین
اس بین خرافت کو پہونچے خوب معلوم اور کیفیت تصانیف کتب بھی
علما ماہرین اور مستعدین پر نیکو روشن ہے کہ جہان جہان ترجمہ کتب عربیہ
کیا ہے اور کا ادری ہوگیا ہے اور تردید لامذہبون سے کیا مراد ہے
اگر مراد ابطال مذہب صوفیہ کہ مشہور ہے الصوفی لا مذہب لہ تو یہ مخالف
سیاق و سباق و دعوی و دلیل کی ہے اور محض خلاف بزرگان دین کے
معاذ اللہ اور اگر مراد مذہب محدثین ہے تو وہ بھی محض انکی جہل و خام خیالی
ہے کسواسطے کہ جتہد نا ھٹہ اور بڑی بات سنوا ہے اوسکے اگر وعظ و تالیفات

واہیات اسی واسطے تہا کہ بنظر شہرت و افتخار سنایا و دیکہایا جاوے تو خالی از
نفسانیت وریا و سمعہ نہین اور نتیجہ اوسکا سبکو معلوم ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من سمع سمعہ اللہ یوم القیمہ اور ریا شرک خفی ہے قولہ خلاصہ
یہہ کہ صراط المستقیم مین جس بات کی تعلیم ہے اوسکو بعضے لوگ بدعت کہتے
ہین اور ایضاح الحق پر عمل کرنے کو لوگون کو تاکید کرتے ہین اور اوسی کے
غلط مضمون کو دیکہہ کے اِس فقیر کو بعضے بدعتی کہتے ہین اور عمل مولد قیام
کے درست کہنے کے سبب سے کہتے ہین کہ فلانا اپنے مرشد کے طریقہ سے
نکل گیا اقول حقیقت کتاب صراط المستقیم یہہ ہے کہ اوسمین بیان
مستقل تصوف و تعلیم اذکار و اشغال و شغل بطور مشایخ عظام ہے اکثر
اوس مین وہ ذکر و شغل ہین کہ فی الحقیقت وہ ہیئۃ کذائی کہین کتاب
سنت سے پائی نہین جاتی مگر بزرگون سے تعلیم اوسکی ہوتی آئی ہے
اور بیان مسایل دینیہ ضمناً اور تاکید استقامت بکتاب و سنت اولاً و مقدم
سب پر اوسمین لکہا ہے چنانچہ اکثر افادات مین افادہ فرمایا ہے اولاً کوئی
اوسکی تعلیم کو بدعت نہین کہتے ثانیاً اگر شاید کسی نے کہا بہی ہو تو اوسے
جہت و نظر سے پس اگر صاحب اطمینان القلوب کو دعویٰ ہو تو فصل دوم
کی افادات ہدایت اولی و ثانی کے اشتغال کو کتاب سنت سے ثابت فرماوے
ثالثاً صاحب اطمینان القلوب اوس اشتغال کو عبادت مستقل و مقصود بالذات

جانتے ہین حالانکہ صراط المستقیم مین اکثر مقامات مین اولاً تاکید وتعلیم عقاید
حقہ موافق کتاب وسنت کے کی ہے ثانیاً ایضاح الحق کے عمل کرنے
کی تاکید اس جہت سے کرتے ہین کہ سراپا اوسمین بالاستقلال تعلیم
موافق کتاب وسنت کے ہے اور تحقیق وتدقیق اوس مین بطور
محققین ومحدثین ومدققین قدما کی ہے اوسکی قدر اہل بصارت و
بصیرت جانتے ہین بیچارے اطمینان القلوب والے کیا جانینگے
مصرعہ چہ داند بوزنہ لذات ادرک * اور اوسکے مضامین حقہ کو غلط کہنا
عین غلطی وغلط فہمی قائل کی ہے اور کمال دلیل اوسپر نقصان عقیدہ
ورائے اونکی ہے اور جو لوگ اونکو بدعتی کہتے ہین نہایت صحیح ودرست
کہتے ہین اور بیشک طریقہ حضرت سید صاحب علیہ الرحمۃ ومولانا شاہ
ولی اللہ وشاہ عبد العزیز قدس سرہم سے کہ دادا پیر اونکے ہین وہ نکل گئے
چنانچہ خود منصفین مریدین اونکے قائل وآگاہ ہین قولہ اور بعضے کہتے
ہین کہ فلانے کا عقیدہ اب درست ہوا اقول یہہ قول اونہین مبتدعین کا
ہوگا جو مشوش القلوب یعنے صاحب اطمینان القلوب کے اب موافق
ہونگے اہل توحید وتحقیق ہرگز ایسا نہین کہتے ہونگے قولہ اور حقیقت مین
ہمارا عقیدہ جیسے کا تیسا ہے چنانچہ ہماری تصنیف کتابون سے یہہ بات
ظاہر ہے اقول اولاً فصاحت عبارت پر نظر کرنا چاہیئے کہ جیسے کا تیسا ہے

ثانیا قولہ حقیقت یہن الخ دلالت کرتا ہے کہ لنا بر عقیدہ متبدل ہو گیا ہے
وہو المدعی ثالثاً اگر جیسے کا تیسے سے مراد محض بتہ کذائی ان ذنون کے
ہے تو وہ باطل ہے کہ آگے حضرت مانع القیام والرسوم والتعینات آدم
غیر عامل تہے اور صفحہ ۱۳ مین اس رسالہ کے اب خود جواز لکہتے ہین اور
اب مجوز ہین رابعاً اگر مراد یہہ ہو کہ عقیدہ امر دلی ہے اور دل مین یہہ باتین
پہلے ہی سے بہری وحجی تہین مگر اب ظاہر ہوئین اور موقع اوسکے اظہا
و تحریر کا بسبب خلوے مقام علماے متبحرین کے خوب ملا تو البتہ ایک
طرح جیسے کا تیسا صادق ہے مگر بڑی قباحت یہہ ہوئی کہ برزبان تسبیح و
در دل گاو خر آور حوالہ اپنی تصنیفات پر ایک تو من قبل مصادرہ ہے دوم دروغ
گورا حافظہ نباشد مضامین اپنے بعض تحریرات قول الحق کو کہ اکثر کے پاس
موجود ہے یاد نرکہے یا شاید اب اوسے نہین دیکہا یا اب اوس سے بہی
انکار ہے پس حوالہ اوسکا بڑی دلیری ہے مصرعہ چہ دلاور است دزدے کہ
بکف چراغ دارد ÷ قولہ اور اللہ تعالیٰ اور اوسکے رسول کے حکم بموجب جسوقت
سے چار مذہب حق نکلے یعنے حنفی مالکی شافعی حنبلی مذہب نکلا اور تعشر
کی کتابین جاری ہوئین اوسوقت سے سارے سنت جماعت لوگ
مذکورین سے بڑے بڑے اولیاء اللہ لوگون نے مثل حضرت جنید بغدادی
اور حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند اور حضرت نظام الدین اولیا

اور حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجی اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب حضرت
قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت بدیع الدین
شاہ مدار اور حضرت حاجی الحرمین حاجی مخدوم چراغ ہند اور حضرت مخدوم
سلطان اشرف جہانگیر قدس اللہ اسرارہم وغیرہ سارے لوگون نے
خاص ہون یا عام اللہ عزوجل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم بموجب
اونسی چار مذہب میں سے ایک ہی ایک مذہب کو اختیار کیا یعنی کسی نے
حنفی مذہب اور کسی نے مالکی مذہب اور کسی نے شافعی مذہب اور
کسی نے حنبلی مذہب اختیار کیا **اقول** خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ
جس جس نے ان مذاہب اربعہ سے بموجب حکم خدا و رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اولاً کا کت اوسکی ظاہر ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین
اولیا نہ تہے ولی تہے دوسرے قدس اللہ اسرارہم کے بعد وغیرہ نامنا
سب ہے وغیرہم چاہتا تہا تیسرے یہ کہ اگر حکم خدا و رسول سے مراد تقدیر
ہے تو بہ نسبت خدا مسلم ہے مگر بہ نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
محل کلام کسواسطے کہ مالک قضا و قدر خدا ہے نکوئی غیر اور اگر حکم خدا و
رسول سے مراد کتاب و سنت ہے وہ کون آیۃ اور حدیث ہے کہ جس سے
وجوب و تخصیص خاص پایا جاتا ہے من ادعی فعلیہ البیان قولہ اور
اس فقیر نے دین جاری کرنے مین جسقدر کوشش کیا ہے اور

تکلیفین اوٹھایا ہے اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھہ کے ملک ملک پھرتا رہا ہے اور قرآن شریف لکھہ کر اور تجارت کر کے اپنا خرچ چلاتا تھا یہانتک کہ سفر سے آگے سواری کا خرچ قرض لیکے ادا کرتا تھا اور جس مقام مین جاتا تھا وہان اکثر مقام مین جان کا خوف رہتا تھا اور یہہ فقیر اوستو مین تھیار بندر ہتا تھا تم لوگون نے دیکھا ہے یا اپنے دادے سے باپ نے سے سنا ہوگا اور اب کیسا میدان صاف ہوگیا ہے جو چاہے آنکھہ موند ے اون مقامون مین چلا جائے وضیافت بہی کہاوے اور نقد بہی پاوے سوا اب اون مقامون مین دین مین فساد بر پا ہونے کو یہہ فقیر کسطرح برداشت کرے اقول کوشش کیا ہے غلط کوشش آئی صحیح تکلیفین اوٹھایا ہے غلط تکلیفین اوٹھائی ہین صحیح اور تکلیف اوٹھانا بہی غلط ہے اسواسطے کہ جہان گذرے وہان پکا پکایا پایا کہایا مزدہ دوزخ جاوے یا بہشت حلوے مانڈے سے کام رہا اور جب تجارت اور قرآن شریف لکہنے سے خرچ چلتا رہا تو اس قرض نے واسطے خرچ سواری کے کیا حاجت تہی ہان کوئی اسراف مقتضی دیا عث ہوا ہو یا تجارت کافی خرچ کی نہ ہوئی ہو پہر اوس تجارت سے خرچ چلانا غلط ہے اگر سواری کا خرچ قرض سے ادا ہوتا تھا تو یہہ قرض کس سے ادا ہوتا تھا اور وہ فتوح جو لبصد فتوح ہاتھہ لگتی تہی کہا ہوتے تھے اور

حضرت سلامت ملک بہ ملک نہ پہرتے تو کیا کرتے وطن مین کوئی سہارا آفاقہ
گذران وجایداد و معاش بہی تو نہین ہے اور حال علوی خاندانی و
ریاست کا معلوم اور اس لنترانی و فضول بیانی سے کیا فایدہ اس سفر کا حال
مفصل انکے ہمراہیان سے و پیر بہائیون سے سنا چاہیئے کہ کتنے روزمرہ مہر
ہوتے تہے اور کیا کچہہ فتوح حاصل ہوتے تہے اور کسقدر خرچ و سامان
تہا کیفیت اسکی اونہین ہمراہیان و دیگر ملاقاتیان انکی سے دریافت
کیا جاوے تو صاف معلوم ہوجاوے اس مختصر مین گنجایش اوس
طول کی نہین اور اب میدان مباحث مین مولوی صاحب کو کون
امر مانع وصول نقود و ضیافت ہے ہان حلوا خوردن را روے باید
سواے اوسکے یہہ تو وہ کہے جو خود نبری ہو انتہی عمر مولوی صاحب
کی اسی ضیافت و نقود سے بعافیت بسر ہوئی اور باقی باتین قابل
لکہنے کے نہین ہے **قولہ** اور لامذہب لوگ ایک معین امام کی
تقلید کے منع کرتے ہین معتزلہ مذہب کے پیرو ہین —
اقول ایک معین امام کے تقلید کے منع کرتے ہین یہہ ترکیب
قبیح و غیر فصیح ہے مناسب یون چاہتا تہا کہ ایک امام معین
کی تقلید کو منع کرتے ہین کما لا یخفی علی الماہرین قطع نظر ازین
اس جہل اور نافہمی کا جواب و علاج نہین کہ مانعین وجوب تقلید

ستحفے کولا مذہب اور پیرو معتزلہ اقرار دیا ہے حالانکہ علمار متقدمین او
کبرار سلف صالحین اس بارہ مین مبالغہ کرتے آئے چنانچہ عقد الجید
ودیگر تصانیف مولانا شاہ ولی اللہ وغیرہ سے خوب واضح ہے جو
چاہے دیکھہ لے یا تحقیق کرلے چنانچہ فوز الکبیر مین مولانا شاہ ولی اللہ
فرماتے ہین بالجملہ اگر نمونہ یہود خواہی کہ بہ بینی بہ بین علماء یہود کہ دنیا
طلب باشند وخوگرفتہ بتقلید سلف ومعرض از کتاب وسنت وتعمق وتشدد
در استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پروا شدہ اند
واحادیث موضوعہ وتاویلات فاسدہ را مقتدا ئے خود ساختہ باشند
تماشا کن کانہم ہم انتہی اور باوجود اسکے اطمینان القلوب در اے
پیروی صراط المستقیم کے بڑے مدعی ہین پہر مخالفت صریح اوسکی کرتے ہین
اور اونکی شان مین بہی بے ادبی وگستاخی وناخلفی کرتے ہین جیسا کہ اہل
تمیز پر ظاہر ہے صراط المستقیم مین فصل دوم کی ہدایت اولی کی تمہید سوم
صفحہ ۷ چہاپہ میرٹھہ مین لکہا ہے تمہید ۳ در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ
رایج در تمام اہل الاسلام است بہتر وخوب است لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم را منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردید
بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ وبعد ازان کہ کتب وتصنیف شدہ جمعیت
آن علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ باید اتباع

ہیچ مجتہد دران نکند واہل حدیث را متقداے خود شناسد و بدل محبت ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوعے فایدہ مصاحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی میدانند محتاج آگاہی آن نیستند انتہی منصفو غور کرنا چاہیئے کہ اطمینان القلوب والے نے کسقدر بےادبی و دریدہ دہنی و ناخلفی کی ہے اولاً یہہ دیکھنا چاہیئے کہ مولانا نے صیغہ نہی مذکر غایب اس بارہ مین نداند و نکند فرمایا ہے اب مانع کون ہوا یعنی اگر یہی منع تقلید لامذہبی ہے تو اونکے مرشد صاحب صراط المستقیم سے پائے گئے ثانیاً اہل حدیث کو مصاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ہے اور یہہ اونکو لامذہب اور متقلد معتزلہ فرماتے ہین ثالثاً قول بے اصل و نقل محض اوس ناقل کی کب قابل اعتبار ہے یعنی بمقابلہ صدق و تحقیق اوسکے یہہ دو قول اونکا کہ قولہ اور مرشد برحق حضرت جناب سید احمد کے زمانے مین کہین کہین لامذہب لوگ نمود ہوے تہے اور حنفی مذہب کے لوگون کو وسواس دلاتے تہے سواوس وسواس کے رفع کرنے کے واسطے ایک روز حضرت مرشد ممدوح قدس سرہ اپنے حنفی ہونے کا فخر کرکے فرمانے لگے کہ چارون امام برحق ہین اور چارون کا اجتہاد حق ہے مگر ہمارے امام صاحب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کا اجتہاد اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا ہے کہ حنفی لوگون
سے بڑی بڑی خدمت لیتا ہے الخ اور قولہ ایکروز اس فقیر نے اپنے مرشد
حضرت سید احمد قدس سرہ سے عرض کیا کہ کچھہ لوگ ایسے نکلے ہین کہ وے
کہتے ہین کہ فقہ پر عمل کرنے کی کچھہ حاجت نہین عمل بالحدیث سے آدمی کی نجات
ہوتی ہے تب اونکا چہرہ متغیر ہوگیا آور فرمایا کہ فقہ کی متلون کتابین مانند
حدیث متواتر کے ہین اوسی پر تم آنکھہ موندے عمل کرتے رہو الخ سوا ے
اوسکے اگر کوئی پوچھے کہ کب اور کہان اور کس کے مقابلے ہین کس وقت
حضرت نے یہہ فرمایا اور کون گواہ اور کیا ثبوت ہے اور کیا وجہہ مخالفت
صراط المستقیم اور اس قول کی ہے اور بقول باطل و نقل کاذب اوسکی توجیہ
مخالفت خود صاحب اطمینان القلب بر خلاف صراط المستقیم کے عمل کرنے
کو فرماتے ہین تو کچھہ بن نپڑی چنانچہ اہل عقل و صاحبان علم و انصاف
خوب جانتے ہین سوا ے ازین جواب بقدر فہم سائل ہوتا ہے خاص یہہ
حکم اطمینان القلوب والے ہی کو فرمایا کہ تم آنکھہ موندے عمل کرتے رہو
اور قول اولمین اور ان دونون قول مین ایک مخالفت یہہ ہے کہ قول
جمیل مین لکھا ہے ومنہا ان لا یتکلم فی ترجیح مذہب الفقہا بعضہا علی بعض
بل یقبلہا کلہا علی القبول بجملتہ ویتبع منہا ما وافق صحیح السنۃ و معروفہا انتہی
اس بیان مین صریح ترجیح مذہب حنفیہ کی پائی جاتی ہے اور حال اونکا

معلوم ہوا تو کیا اور اپنے سارے مشایخ کو مانند حضرت شیخ احمد
مجدد الف ثانی کو اور حضرت شیخ عبد الرحیم اور حضرت شاہ ولی اللہ اور
شاہ عبد العزیز قدس اللہ اسرارہم کو حنفی مذہب اس فقیر نے پایا اقول
یہہ پایا بلا ملاحظہ تصانیف انکے ہے اسواسطے کہ ان حضرات کے
تصانیف مین عمل تقلید کے مسائل بطور قدمار لکھے ہین اور عمل مولد
و قیام وغیرہ مین جو لکھا ہے اوسمین سند نہین لاتے ہین میٹھا گپ و
کڑوا تھو پہر جو اپنے مشایخ کے مخالف ہو وہ کب مقبول ہوگا اس مقام
مین نقل روایات و عبارات مین ان بزرگوار کے طول ہے دیکھے سے
جو اہل عقول ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد ثانی انتباہ
مین فرماتے ہین بعد ازان باید دانست کہ فقیر دعوی استقلال ندارد بلکہ امرو
بعد ازان کہ نظر باتباع صاحب شریعت دوختہ و مطمح قصد معرفت مقصد شارع
ساختہ و مجتہدین و محدثین را رداۃ دین دانستہ و حرف تقلید یکسو گذاشتہ
و تخریج بر قول کسے و مقید بودن بر روش کسے موقوف داشتہ کما کان
حال القرون الاولی و حال جماعۃ من القرون المتاخرۃ متردد ست در دو حالۃ
در اکثر احوال ترجیح بعض اقوال ائمہ اربعہ بر بعض میکنند و مراصح اخذ می نمایند
و در بعض احوال تکلفات باردہ متاخران را مناسبت بقرون اولی نمی یابد
و خشک شدن را بتربیعض وجوہ مروریہ در چشم پوشیدن ازانبعض اخر رضا

نمیدہند و تفتیش چیزے کہ در قرون اولیٰ نسبجے بود بر قاعدہ نمی شمارد و جولانگاہ فقہا
اہل رائے علم مصالح و مفاسد میدانند نہ علم شرائع و حدود و درین صورتہا توقف
مے کنند از قبول تفاریع و تخاریج متاخران و بر معرفت قرون اولیٰ واقف
مے شوند انتہی اور عقد الجید فی مسئلۃ الاجتہاد و التقلید میں فرماتے ہیں اعلم

ان التقلید للمجتہد علی وجہین واجب و حرام فاحدہما ان یکون من الروایۃ والایۃ متبع
تفصیلہ ان الجاہل بالکتاب والسنۃ لا یستطیع بنفسہ التتبع والاستنباط فکان وظیفتہ
ان یسأل فقیہا ما حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسئلۃ کذا وکذا فاذا اخبر متبعہ
سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منہ او مقیسا علی المنصوص وکل ذلک
یرجع الی روایۃ صلی اللہ علیہ وسلم ولو دلالۃ وہذا قد اتفقت الامۃ علی الصحۃ قرنا
بعد قرن بل الامم کلہا اتفقت علی مثلہ فی شرائعہم وامارۃ ہذا التقلید ان یکون
عملہ بقول المجتہد کالمشروط بکونہ موافقا للسنۃ فلا یزال متفحصا من السنۃ بقدر
الامکان فمتی ظہر الحدیث تخالف قولہ ہیدہ واخذ بالحدیث والیہ اشار الائمۃ قال الشافعی
اذا صح الحدیث فہو مذہبی واذا رأیتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا
کلامی بالحائط وقال مالک ما من احد الا ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو حنیفہ لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی
وقال احمد لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوا من
الکتاب والسنۃ والثانی ان یظن بفقیہ انہ بلغ الغایۃ القصوی فلا یمکن ان

يخطي فيما بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقالته لم يتركه او ظن انه لما قلده كلفه
الله بمقالته وكان السفيه المحجور عليه فان بلغه حديث استيقن بصحته لم يقبله
لكون ذمته مشغولة بتقليده فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد
من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة يفعل ذلك فقد كذب
من ليس بمعصوم من الخطاء معصومًا حقيقة او معصومًا في حق العمل لقوله وفي
ظنه ان الله تعالى كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقليده وفي مثله نزل قوله تعالى
وانا على آثارهم مقتدون وهل كان تحريفات الملل السابقة الا من هذه الوجوه

انتهى اور جلد ثانی انتباه مین مولانا شاه ولی الله رح افاده فرماتے ہین باید
دانست که یکی از واجبات اسلام معرفت احکام الہی است وطریق معرفت آنہا
کتاب وسنت وآثار صحابه وتابعین واستنباط از کتاب وسنت است وآنرا در
عرف علماء فقه گویند وفقہا را مذاہب مختلف است ومسالک متنوع ومتاخران
را در اختیار مذاہب فقہا وعمل بران اختلاف است اکثر متاخران تقلید یکی
از مذاہب مشہوره کنند ودر کلیات وجزئیات زمام اختیار از دست داده مانند
سفیه محجور علیه باشند واین راه مبارک کسے را که از علم کتاب وسنت بہره
نیافته باشند ودر مدارک علماء خوض نکرده بود نیک بشرط که ہمگی ہمت ایشان
اتباع کتاب وسنت باشد پس اگر اجتہاد متبوع خود را مخالف صریح کتاب
وسنت دانند وغالب ظن حاصل شود که این اجتہاد مخالف کتاب وسنت است

دست از تقلید ان دران مسئلہ باز دارند و تقلید دران مسئلہ بکسے کنند کہ
قول او موافق بودہ باشد و کتاب و سنت را اگر مخالف مذاہب متبوع خود
افتد رو نکنند و عمل بران ممتنع ندانند و نگویند کہ ذمہ ما مشغول شدہ است
بتقلید شخصے پس ما را تخلف از اتباع وسے ممتنع است اگرچہ حدیثے مخالف
نص متبوع خود برسد و بتاویل فاسد کہ طبع سلیم از قبول وسے اباکند دربران
احکام وضع متبوع خود راست بکنند و ظن غالب است کہ از احادیث مرویہ در کتب
مشہورہ حاصل میشود بمکابرہ انکار نکنند و دیدہ و دانستہ را جہل مرکب نادیدہ و
نادانستہ تسازند و گرایں شرط فوت شود در قول خدا تعالی ام اتینٰہم کتابا من
قبلہ فہم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا آبائنا علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون
وکذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوہا انا وجدنا آبائنا
علی امۃ وانا علی آثارہم مقتدون قال اولو جئتکم باہدی مما وجدتم علیہ آبائکم
قالوا انا بما ارسلتم بہ کافرون واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما
الفینا علیہ آبائنا اولو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون داخل انتہی
اور فرمایا ہے مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر آیہ بل نتبع ما
الفینا علیہ آبائنا کی دریں آیہ اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکہ
از مقلد باید پرسید کہ ہر کرا کہ تقلید میکنی نزد تو محق است یا نہ اگر محق بودن
اورا دانستہ شناختی پس با وجود احتمال مبطل بودن او چرا اورا تقلید میکنی دیگر

صحت بودن او را می شناسی پس بکدام دلیل می شناسی اگر بتقلید دیگر می شناسی
سخن دران خواهد رفت و تسلسل لازم خواهد آمد و گر بعقل می شناسی پس آنرا چرا
در معرفت حق صرف نمیکنی و عار تقلید بر خود گوارا میداری طریق دوم آنکه کسے
را که تقلید میکنی اگر این مسئله او هم بتقلید دانسته است پس تو و او برابر شدید
او را چه ترجیح ماند که تقلید او میکنی و گر بدلیل دانسته است پس تقلید وقتے تمام
شود که تو هم آن مسئله را بهمان دلیل بدانی والا مخالف او باشی نه مقلد او و
چون تو هم آن مسئله را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد انتهی او در تفسیر آیۃ و لئن
اتبعت اهواءهم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی و لا نصیر فرماتے
ہین ازین آیۃ معلوم شد که بعد از وضوح دلایل و سطوع براہین تقلید باطل است
زیرا که اتباع ہوی بعد مجی العلم است انتہی اور حضرت مولوی نعیم اللہ بہرایچی خلیفہ
حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ معمولات مظہریہ مین بضمن اعمال
حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے لکہتے ہین قولہ دست را برابر سینہ مے بستند و
مے فرمودند که این روایت ارجح است از روایت زیر ناف اگر کسے گوید
که درینصورت خلاف حنفیہ بلکہ انتقال از مذہب بمذہب لازم مے آید گوئیم
بموجب قول ابی حنیفہ اذا ثبت الحدیث فهو مذهبی انتقال در مسئلہ جزئے
اختلاف مذہب لازم نمے آید بلکہ موافقت در موافقت است چنانکہ حضرت
ایشان را درین باب مکتوبے است لغایۃ مبین ہر کرا ریب و شبہہ باشد در آنجا

رجوع نماید انتہی اور رسالہ مولفہ حضرت شاہ غلام علی صاحب الملقب بشاہ عبد اللہ
المجددی میں جو خاص ذکر حالات و مقامات حضرت مرزا صاحب میں ہے
اور وہ رسالہ مطبع احمدی میں باہتمام ظفر علی سنہ ۱۲۶۹ ہجری میں چھپا ہے اور
یہہ مکتوب بضمن مکاتیب حضرت مرزا صاحب قدس سرہ کے مکتوب و موجود ہے
بچشم انصاف و دیانت دیکھنا چاہیئے مکتوب شانزدہم در عمل بحدیث سیدہ
بود ند کہ در مسئلہ عمل بحدیث و انتقال از مذہب چہ مے فرمایند مخدوما در عمل بحدیث
شیخ محمد حیات محدث مدنی رحمہ اللہ رسالہ نوشتہ ملخص آن بفارسی محرر مے شود
قال اللہ تعالیٰ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ حدیث صحیح است روایت
کردہ است آنرا ابو القاسم بن اسمعیل بن الفضل اصفہانی در کتاب الحجہ و ذکر
کردہ در روضۃ العلماء کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرمودہ اترکوا قولی بخبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قول الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و قول مشہور ہست ازان امام
کہ فرمودہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی پس کسے کہ مہارتے در فن حدیث دارد
و ناسخ و منسوخ و قوی از ضعیف مے شناسد اگر بحدیث ثابت عمل نماید از مذہب
امام بر نمے آید چرا کہ قول امام اذا ثبت الحدیث فہو مذہبی نص است درین باب
و اگر باوجود اطلاع بر حدیث ثابت عمل نکند این قول امام را اترکوا قولی بخبر الرسول
خلاف کردہ باشد و مخفی نیست کہ ہیچ یکے از علماء امت جمیع حدیث را احاطہ

نکرده است چنانچه قول امام اترکوا قولی بخبر الرسول نص است بران که جمیع حدیث
بامام نرسیده بلکه بازاران فوت شده وچرا فوت نشود که مثل خلفای راشدین که
اعلم امت وملازم صحبت جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم بودند بعض
احادیث از ایشان نیز فوت شده وپیدا اندازین معنی را هر که معرفتی در فن حدیث
دارد در ظاهر است که بر هر افراد امت اتباع پیغمبر واجب است واتباع غیر
یکی ازین همه واجب نیست والا ست مختار از مذهب هر که از مجتهدین خواهند
اختیار نمایند وهر که میگوید عمل بحدیث از مذهب امام بدر آرد واگر ربانی بر ین محمدی
دارد وبیارد آما انتقال از مذهبی بمذهبی ازین هدایت مشهور و تفصیلی میخواهد
امام سیوطی رساله مسمی بجزیل المواهب فی اختلاف المذاهب تالیف کرده خلاصه آن
این است که انتقال از مذهبی بمذهبی جائز است وجزم کرده بران امام رافعی
ودر بیع اورده امام نووی در روضه گفته که بعد تدوین مذاهب آیا جائز است
مقلد را که انتقال از مذهبی بمذهبی کند گویم که لازم است هر مقلد را که طلب علم
باحوال هر دو مجتهد نماید چون غالب شد ظن او که طرف ثانی اعلم است جائز
او را بلکه واجب ودیگر گویم نیز جائز انتهی ومقلد را احوالست از دو بحسب عقل از
چهار حال خالی نیست اگر مقلد یا عامی است یا عالم واین هر دو را باعث بر انتقال یا
غرض دینی است یا دنیوی پس اگر عامی وغرض دینی است از معرفت فقه واز
مذهب خود چرا سهم میداند واز انتقال اراده حصول مال یا جاه کرده پس امر

اواخف است که بحقیقت انتقال او استیناف است و اگر عالم و فقیه بود و برای
دنیا انتقال میکند پس امر او اشد است زیرا که ملاعبت بمذاهب میکند برای غرض
دنیاوی و این معنی غیر جائز است و اگر در مذهب خود فقیه است و باعث انتقال وی
سبب دینی است و مذهب دیگرے نزد او ترجیح یافته است بقوت ادله پس برین
چنین کس انتقال واجب است و برو استیت جائز است و اگر عاری از فقه است و در
مذهب خود تفقه مشغول شده و جاهل مانده و مذهب غیر را بر خود سهل و سریع الادراک
دانسته و او را التفقه درین مرجو است برین چنین کس نیز انتقال واجب است
زیرا که تفقه در مذهبے بهتر است از جهل در جمیع مذاهب که غالباً عبادت جاهل
صحیح نبود و اگر انتقال را هیچ سببے دینی یا دنیوی نیست بلکه از هر دو مذهب تقلید
مجرد عمل بود پس جائز است عامی را و ممنوع است مر فقیه را زیرا که او در مذهبے فقه
این مذهب حاصل کرده چون بمذهب دیگر انتقال کند عمرے دیگر باید برای تفقه در آن
مذهب و از عمل که مقصود است باز ماند پس او را ترک انتقال اولی است و آنچه میگویند که اگر
غیر حنفی بمذهب حنفی انتقال کند جائز است و عکس آن جائز نه محض بحکم تعصب است دلیلے ندارد زیرا که
ائمه کلهم در حقیقت برابر اند و اگر در تقدیم مذهب حنفی یا مذهب دیگر بر هر مذهبے نصی از آیت
و حدیث وارد بودے تقلید آن مذهب بر هر فرد امت واجب بودے و تقلید دیگر
جائز نبودے و این معنی خلاف اجماع است و صاحب جامع الفتوی که حنفی
مذهب است گفته که جائز است مرو بارزان را انتقال از مذهب شافعی بمذهب حنفی

بعکس آن اما باید کہ لکانیت مذہب اختیار کنند نہ در بعض مسائل بسیار کس از
خلف وسلف انتقال نمودہ اند اگر جائز نبودے نکردندے وہر کہ بخلاف آن
گوید قول بیدلیل ہست و نامقبول وغیر معقول والسلام علی من اتبع الہدی
انتہی انکار اس مکتوب کا مستلزم انکار بہت بہت امور کا ہے ع
اگر عاقلی یک اشارت بس است ✤ وفی عقد الجید ثم نقل عن جماعۃ عظیمۃ
من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب
معین من زمن اصحاب المذاہب الی زمانہ علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک
امر لم یزل العلماء علیہ قدیما وحدیثا حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ الخ وایضا فیہ اعلم
ان العامی الصرف لیس لہ مذہب وانما مذہبہ فتوی المفتی الخ اور مولانا مقتدانا
حضرت مولوی سخاوت علی قدس سرہ بضمن جواب سوالات اربعہ سوال چہارم کے جواب
مرقومہ بست و ہفتم ذی الحجہ ۱۲۶۱ ہجری میں افادہ فرماتے ہیں اگر فرضاً عدا آ اعلام حنفی
نباشند چہ وجہ طعن حنفی شافعی بودن خود واجب نیست چنانچہ در فتوح الرحمن
مفرح مسلم الثبوت مرقوم است ونسبت فقیر حاجت استفسار نیست حنفی ام بحنفیۃ حقہ
الا ظلم بحنفیہ ضرر خود میدانم وعین اتباع ہمین ہست کہ وقت یافتہ شدن قول رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قول کسے نشنوم وہمین ہست مذہب امام ما اعظم رحمۃ اللہ علیہ
ومذہب جمیع ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جواب منجملہ جواب سوالات خمسہ
مرقومہ چہارم شعبان روز چہار شنبہ ۱۲۶۱ ہجری ارقام فرماتے ہیں جواب سوال سوم

جاننا چاہیے کہ تقلید احدے از ائمہ اربع لازم نگرفتہ شخص نگفتہ عالم متقی دیندار بدون تقلید مذہب را ہ می رود مومن صحیح است مبتدع نیست چہ تقلید احدے از ائمہ بطور تعین لازم نیست بعموم آیہ کریمہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہر مجتہد را در ہر مسئلہ کہ خواہد اتباع و تقلید بر سبیل عموم واجب است نہ ہمین است معنی واجب مخیر کہ حجۃ اللہ علی العالمین شاہ عبد العزیز قدس سرہ در فتح العزیز فرمودہ اند و جاہل را خود مذہب نیست العامی لا مذہب لہ قول علماء حنفیہ است رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و عالم را مے باید کہ روایات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودہ فتوی دادہ باشد و عامی را اتباع این چنین عالم جائز است و تخصیص عمل بفتوی مجتہدی خاص بغیر حکم شارع است از عموم مخصوص بدون برہان و شریعۃ من عند نفسہ الخ و فی المسلم و لو التزم مذہبا معینا فہل یلزم الاستمرار علیہ فقیل نعم و قیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ والیضا فیہ و لم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الامۃ علیہ السبکی و فیہ و یستخرج منہ ای من قول السبکی المذکور جواز اتباع رخص المذاہب و لا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ الخ اور آخر کتاب مسلم میں بعد نقل اس کے ابن الصلاح کی منہیہ میں عراقی سے نقل کی ہے انہ انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر و اجماع الصحابۃ علی ان من یستفتی ابا بکر و عمر و قلدہما فلہ ان یستفتی ابا ہریرۃ و معاذ بن جبل و غیرہما و یعمل بقولہم من غیر نکیر فمن ادعی علی رفع ہذین الاجماعین

بتعلیہ الدلیل انتہی **قولہ** اور مکہ و مدینہ دونون کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان اور دین ان دونون مکانون مین سمٹ کے
ریگا جیسا کہ سانپ اپنے بل مین سمٹ جاتا ہے **اقول** اولاً یہہ مضمون حدیث
اس مقام مین کچھہ مفید مدعا نہین کسواسطے کہ یہہ سمٹ جانا خاص قرون
ثلثہ مین تہا جیسا کہ داودی نے شرح صحیح بخاری مین تحت اس حدیث کے
لکھا ہے کان ہذا فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقرون الذی کان فیہم
والذین یلونہم خاصۃ لانہ کان الامر مستقیما اور عینی نے شرح بخاری مین
لکھا ہے ہذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء الراشدین
الی انقضاء القرون الثلثۃ وہی تسعون سنۃ واما بعد فقد تغیرت الاحوال
وکثرت البدع خصوصاً فی زماننا ہذا علی ما لا یخفی انتہی ثانیاً اگر اوس سے
زمانہ اخیر قریب قیامت بعد ظہور اکثر العلامات مراد ہے تو پہر باوجود عدم
تسلیم کے اس سے کچھہ فائدہ صحیح نہین ثالثاً اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہہ
زماننا ہذا یعنے حال مراد ہے تو لازم آتا ہے کہ اس زمانہ مین سواے حرمین
کے کہین دین و ایمان نہو کیونکہ جس وقت سانپ اپنے بل مین سمٹ
جاتا ہے تو پہر اوسوقت خاص مین کہین نہین رہتا اسواسطے کہ تمام
وجود شے ممکن کا زمانہ واحد مین بمکان متعدد محال ہے پس طیبان الملک
واسطے اوراونکے اہالی و موالی و مریدین و محبین پر بڑی قباحت و بڑی مصیبت

بڑی کما لا یخفی انا للہ وانا الیہ راجعون قولہ ؎ اتنا سمجھ لو کہ لا مذہب لوگون
کا یہی مذہب ہے کہ کسی امام کی تقلید نہ کرین باوجود اسکے جتنے لامذہبون
سے ہمسے ملاقات ہوئی سب نے ہمسے اقرار کیا کہ ہم حنفی مذہب میں قولہ ؎
اور اپنے رسالہ میں بھی لکھا کہ حنفی ہونا ہمارا فخر ہے مگر باوجود اس اقرار کے
اپنے رسالہ مین لا مذہبی کا بیان کیا اور آپ رفع یدین بھی نہیں کرتے اور
بلند آواز سے آمین بھی نہین کہتے اقول ان دونون قولوں میں سراسر تہمت
و بدگمانی ہے پہلے قول مین لکھتے ہین کہ لا مذہب لوگون کا یہی مذہب ہے
اولا لا مذہب قرار دیکر پھر اونکا مذہب عدم جواز التقلید ٹھہرانا ایک طرح اجتماع
الضدین اور باطل و نا مسموع ہے اور نیز قول اول مین جسپر الزام لا مذہبی کا
لگاتے ہین ساتھ اوسکے اقرار اوسکے حنفیۃ کا بھی لکھتے ہین اور قول
ثانی مین لکھتے ہین کہ اپنے رسالہ مین بھی لکھا کہ حنفی ہونا ہمارا فخر ہے
اور آپ رفع یدین بھی نہین کرتے اور بلند آواز سے آمین بھی نہیں کہتے
مقام انصاف ہے کہ جو زبانی و تحریری مقر حنفیۃ ہو اور عمل میں بھی موافق
اوسکی کرے پھر اوسکو لا مذہب کہنا یا گمان کرنا خالی لغض و عداوت
و نفاق و حسد سے نہین ہے اور فرضاً اگر رسالہ مین بیان لا مذہبی جو محض
مجہول و موہوم ہے بمقابلہ اقرار زبان و تحریر و عمل بالارکان کی کچھ محل
اعتراض نہین ہے رسالو نمین کہین بیان ضمنی کہین الزامی و کہین اصلا

بکہین لفظاً ہوتا ہے نپس اس لیئے یہہ اعتراض نہین وارد ہو سکتا آسکو
منصفین ماہرین جانتے ہین بیت تو چہ دانی زبان شاہان را + کہ نبدی
شب سلیمان را + قولہ صہ بڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث حضرت امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے نہ پایا اور جاہل نے پایا اقول اولاً نہ لکہنا یا نہ عمل
کرنا مستلزم نپانے کا نہین ہے دوسرے یہہ کہ زمانہ حضرت امام مین
احادیث غیر مدون ومنتشر وپریشان تہے وجدان وتحصیل اوسکا بہت
دشوار ومشکل تہا ثالثاً حال مفصل پانے ونہ پانے کا کتاب دراسات
اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین دیکہنا چاہیے وہ تصنیف محقق
نہایت نامی ومعتبر ومقبول ہے قال الامام الشعرانی ان عذر ابی حنیفۃ
فی کثرۃ القیاس عدم بلوغ الاحادیث صحیحۃ الیہ فی زمنہ الخ قولہ صہ
تم لوگ اتنا غور کرو کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین تقیہ درست
نہین پہر یہ لوگ جو تقیہ کرتے ہین تو یے لوگ بلاشبہہ اہل سنت
وجماعت نہین ہین اقول حال تقیہ وسنی ہونے ونہونے کا قول
فیصل براہین قطعیہ سے ظاہر ہے جسکی تصحیح نقل انشاء اللہ دیجائیگی
اور بمقام بکسر ضلع شاہ آباد بمقابلہ مولوی سید امداد علی صاحب سابق منصف
بکسر ضلع شاہ آباد چنانچہ ثبوت تحریری خاص اوسکا دلیل کافی اوپر
خروج کے مذہب سنت جماعت سے ہے اور وہ رسالہ جابجا ممالک شرقی مین

اور پاس مولویصاحب کے جو بالفعل صدر الصدور مظفر پور مین ابھی موجود ہے اور راقم کے سوا اور دن نے بہی دیکہا ہے اور روبروے حضرت مولانا سخاوت علی جونپوری اور مولانا محمد عبد الحلیم علیہم الرحمتہ کے قیام نہ کرنا اور بعد گفتگو مقر بعدم جواز ہونا اور یہ ہراب اصرار قیام مین کرنا خالی تقیہ سے نہین ہے کما لا یخفی قولہ ایک رسالہ جسکا نام قوت الایمان ہے تصنیف کر کے چہپوا دیا الخ اقول اوسکا بہی حال اہی رسالہ پر قیاس کرنا چاہیئے یہی حضرت کی لیاقت و تاثیر کا نمونہ ہے مشتے نمونہ از خروارے چنانچہ کیفیت اوس رسالہ کی رسالہ مولوی سید شجاع الدین علی خان ابن مولانا یتیم اللہ خلیفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ سے خوب ظاہر ہے اور وہ رسالہ مطبوعہ ۱۶ ذی الحجہ روز جمعہ ۱۲۰۷ہجری بہی ہمارے پاس موجود ہے قولہ حضرت مولانا سخاوت علی صاحب مرحوم نے اس رسالہ کو سر منبر کئی جمعہ مین سبکو سنا دیا اقول آج تک کسی سے یہہ نہ سنا گیا اور نہ کہین سے اسکا ثبوت ہے یہہ ناحق جعلی نقلی ہے اور اگر بالفرض سنایا بہی ہو تو نفس الامر مین جو اوسکی کیفیت سراسر خبط و غلط بہی ہو گی اوس سے لوگون کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ کوئی مغالطہ و دہوکے مین نہ آوے جیسے ہمنے ارادہ کیا ہے اور جہان جہان اطمینان القلوب والے نے معیار الحق کے مصنف عمیم الفیض کثیر العلوم مذمت

کی ہے وہ سب نسبت خبطی و بے علمی و بددینی و حسد اطمینان القلوب والے کے ہے اللہ تعالی اوسکو توبہ نصیب کرے اور خاتمہ بخیر کرے معیار الحق کی کوئی بات بے دلیل و بے سند نہیں ہے بلیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❊ قولہ اب سے تم لوگون کے شہر اور گانون مین کوئی مولوی بن کے آوے تو جب تک یہہ اقرار نکرے اور لکہہ نہ دے کہ معیار الحق لامذہبون کی کتاب ہے اہل سنت وجماعت لوگ اوس کتاب سے پرہیز کرین تب تک کوئی اوس مولوی کی نہ صحبت کرے اور نہ اوسکا وعظ سنے اور نہ اوس سے مرید ہو اقول اچھا اقرار نکالا ہے اگر ایسا ہی کوئی اطمینان القلوب و براہین قطعیہ و قوت الایمان وغیرہا کو کہے تو کیا علاج ہے سوائے اوسکے نامی مرے نام کو اور پیٹو مرے پیٹ کو آس آمدین جو فورسیلا ؤ نقود نصیب نہوا تو یہہ اوسکی جھنجھلاہٹ ہے مدت کی چاٹ پڑی تہی کیونکر شاق نہو قولہ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تابعین تہا اور انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب لوگون سے ملاقات ہے اس بات کا بہی انکار کیا ہے اقول اولا اس بات کو دیکہنا چاہتا تہا کہ یہہ انکار کسی کتب کے حوالہ و موافق ہے یا نہین اگر غیر حوالہ و نا موافق ہو تو خیر و گر موافق حوالہ ہو تو کتب منقول عنہا سے ملالین جب ملے تو اپنے لکہے کو روئین

یا اصل منقول عنہم کو کچھ کہین یا لکہین قولہ اب سنو تم اہل سنت وجماعت
لوگون کے ساری کتابون مین تقلید کے معنی اصطلاح پر لکہا ہے کہ تقلید
کے یہہ معنی ہین کہ عمل کرنا مکلف یعنی عقل والے بالغ کا دوسرے کے
قول یا فعل کے موافق بغیر دلیل کے قولہ اور اس بات کو خوب یاد رکھو کہ
حجۃ یعنی دلیل شرعی چار ہے کتاب سنت اجماع قیاس انہین چارون دلیل
سے مجتہد مسئلہ نکالتا ہے اور انہین چارون دلیلون سے مجتہد کا قول
مدلل یعنے بادلیل ہوتا ہے سو معیار الحق مین تینتالیسوین صفحہ مین تقلید کے
معنی اس لفظ کے ساتھہ لکہا ہے معنی تقلید کے اصطلاح مین اہل اصول
کے یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ قول بلا دلیل اس شخص کے
جسکا قول حجت شرعی نہو اقول مآل ان تعریفون کا یہی ہے کہ تقلید
کہتے ہین عمل کو بقول مجتہد کے اور قول مجتہدونکا دلیل شرعی نہین
اب دیکہنا چاہیئے کہ ان دونون تعریف مین کیا فرق ہے اور لفظ بلا دلیل یا
صفت قول کے سمجھکر بیہودہ گوئی کی ہے حالانکہ لفظ بلا دلیل صفت قول
کی ہو اور قول بلا دلیل سے مراد ایسا قول ہو جو غیر دلیل شرعی ہو یعنی وہ قول
دلیل شرعی نہو پھر بھی دونون تعریفون مین مغایرت نہین کیونکہ اسوقت
مین معنی قول صاحب معیار الحق کے یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرنا ساتھہ ایسے
قول کے کہ وہ قول دلیل شرعی نہین اور وہ قول اوسکا ہو کہ جسکا قول دلیل

شرعی ہو اور باقی رہگیا یہہ امر کہ قول مجتہد حجت شرعی ہے یا نہین سو
خود مشوش القلوب یعنی اطمینان القلوب والی تسلیم کر چکے ہین کہ ادلہ چار
ہین کتاب و سنت و قیاس و اجماع امت اور صفحہ ۹ سطر اول و دوم مین خود
لکہتے ہین اور حقیقت مین مجتہد کا قول چارون دلیلین شرعی مین
سے کسی کے ساتہہ مدلل ہوتا ہے ہان اوسکا قول دلیل شرعی نہین
کہلاتا ہے دلیل فقط کتاب و سنت اجماع و قیاس کو کہتے ہین
انتہی فقط مدلل ہونے سے خود اوس قول کا دلیل ہونا لازم نہین
آتا ورنہ فقہ مین احادیث و آیات جو دلیل شرعی ہے ہوجاوے
وہو کما تری پس مجتہد کا قول مقلد کو دلیل شرعی نہین اعنی احد من الاربع
نہین اور حوالہ مجالس الابرار کا ایک تو تصحیح طلب ہے دوسرے
اگر اوسمین لکہا بہی ہو تو فقط لفظ دلیل لکہا اور دلیل کئی قسم کی
ہوتی ہے کلام یہان ہمارا دلایل شرعیہ مین ہے اور مسایل دینیہ کو
ضرور تحقیق و اثبات بدلایل کرنا چاہیے کسواسطے کہ صحیح مسلم مین بروایت
حضرت ابوہریرہ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع قال السید شارح المشکوہ ہذا زجر عن الحدیث بشیٔ
لم یعلم صدقہ بل علی الرجل ان یبحث فی کل ما سمع من الحکایات و الاخبار
خصوصا من احادیث رسول اللہ صلعم اور رسالہ عمل بالحدیث مین جو جا

خلفا سے خاندان مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے صریح مرقوم ہے
کہ قول مجتہد کے دلیل و ماخذ کو دریافت کر لینا چاہیے قولہ تا وقتیکہ حکم در قرآن
و حدیث مصرح و ظاہر یافتہ شود اجتہاد را دخل نباید داد خلاف آن اگر در کتب
مجتہدین بر آید ازان چشم پوشی نمودہ دست آویز با قرآن و حدیث ضرور است
وگرنہ نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ رح کہ سر قافلہ
راہ روان طریقہ اجتہاد بود ازان دو قول مروی ہستند کہ خانہ دین را محکم از دو
ستون اعظم دارید اول آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید
صاف معلوم گشت کہ در مخالفت اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دایرہ
تقلید آن امام پیمودن است ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست
کسے را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ایم معلوم می شود
کہ بقول آن امام بے محابا تمسک نمودن و فکر در دلایل و وجوہ قیاس نہ نمودن
ہرگز مرضی این امام نیست و آن امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بروز
قیامت از ماخذہ الٰہی نجات خواہد یافت انکنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی
نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب و مقلدان بے مغنی
گرفتار خواہند ماند نمے بینی کہ شاگردان ایشان رحمہم اللہ تعالیٰ را چون از
قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن خود ازان مقام بر داشتہ
رفتند امام محمد را اینقدر خلاف از امام اعظم است کہ آنرا اگر مذہب علیحدہ گویند

بجا است و متاخرین چه قدر اقوال متقدمین را قطع نموده اند غرض ازین همه
کردن ساقط نمودن قول که مخالف حدیث و قرآن باشد باکی نکنند و علماے بسیار
باینمعنی تصریح و تاکید نموده اند جاے تنگ گنجایش بیان همه ندارد انتہی و قال
مولانا شاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی رح فی المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ
اول وصیت این فقیر چنگ زدن است بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل
پیوسته بتدبیر هر دو مشغول شدن و هر روز حصہ از هر دو خواندن و اگر طاقت
خواندن ندارد ترجمه ورقے از هر دو شنیدن و در عقائد مذهب قدماء اہل سنت
اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچہ سلف تفتیش نکردند اعراض نمودن و
بتشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی علماء محدثین
که جامع باشند میان فقه و حدیث کردن و دائما تفریعات فقهیه را بر کتاب و
سنت عرض نمودن آنچه موافق باشد در حیز قبول آوردن و الا کالا
بدبہیش خاوند دادن امت را هیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت
استغنا حاصل نیست و سخن متقشفه فقها که تقلید عالمے را دست آویز
ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن
و قربت خدا جستن بدوری اینان انتہی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے وصایا مین فرمایا ہے ما من احد الا و ماخوذ من کلامه مردود
علیه الا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعنے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیه

نکے کوئی ایسا نہین ہے کہ اپنے کلام سے ماخوذ ہو اور کلام اوسکا اوسپر
رد نکیا جاوے اور حضرت امام ابوحنیفہ سے بہی منقول ہے اترکوا قولی بخبر الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم ولا تقلدنی مالکا ولا غیرہ وخذ الاحکام من حیث اخذوہ
من الکتاب والسنۃ اور امام شافعی سے بہی مروی وثابت ہے اذا
صح الحدیث فہو مذہبی واذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث
واضربوا کلامی علی الحائط اور حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ سے
بہی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی کی تقلید نکرو اور احکام
کو ماخذ یعنی کتاب وسنت سے لو قال لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا و
الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوہ من الکتاب
والسنۃ وفی دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب کان الامام
ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالے یقول حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی
بکلامی وہذا کلام من ابی حنیفۃ ثابت بالسنۃ المسلسل بالحنیفۃ علی ما حکاہ
الشیخ الاکبر فی الفتوحات انتہی اس مقام کو دیکہنا چاہیئے کہ کسی اس
شخص کی فہم با بردو عقل ناقص ہے کہ آپ تو مضمون عبارت و تعلق الفاظ
نہ سمجہے محققین کو بد کہے اور اعتراض کرکے اپنا جہل ظاہر کرے آپ
کہیئے کہ وہ الفاظ بد خود اس قایل پر عاید ہوے یا نہین اور ہزبان اوسکا
باطل ہوا یا نہین سوچنا چاہیئے کہ اس پردہ علما مین یہ عجیب شخص ہے

قولہ اور اسیطرح سے مولود شریف کے مسئلہ مین تا صفحہ ۱۹ سطر ۸
اقول جواب تفصیلی اسکا مقدمۃ الرسالہ مین لکھہ چکا ہون اور اس مین
بہت اچھی طرح سے جواب ہو چکا ہے جو دیکھے گا اور انصاف کرینگے گا
اطمینان القلوب والے کو پہچان جاوے گا اب کچھہ حاجت زیادہ
رد و قدح کی نہین ہے مگر بعض بعض اقوال جہل اشتمال سے آگاہ
بہی کر دیتا ہون قولہ اور اوسکا منع دین اسلام کے کسی کتابون سے ثابت
نہین ہوتا تب ناچار ہوکے لوگون نے کہنا شروع کیا کہ مولود تو عین
ایمان ہے الخ اقول یہہ قول بڑی دلیل ہے جہل قایل پر اسواسطے
کہ بڑی بڑی کتب معتبرہ متقدمین سے منع ثابت ہے چنانچہ نام مصنف
و مصنف اور بعض بعض کی عبارتین راقم نے لکھہ بہی دین ہین یہان
لکھنے کی حاجت نہین آور یہہ قول چار حال سے خالی نہین یا تو اونکو
اون کتابون سے خبر نہین یا خبر ہے تو اونکی سمجھنے کی لیاقت نہین
یا سمجھہ کی فساد ا یہہ کہتے ہین یا تو اونکو دین اسلام کی کتاب نہین جانتی
صورت اول وثانی مین صریح جہل دبے علمی ظاہر و ثابت ہے اور صورت
ثالث و رابع مین اطمینان القلوب والے کی بددینی و بدعقیدگی پر
دال ہے آور یہہ لکھنا کہ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ مولود تو عین ایمان
ہے خالی از افترا و بہتان نہین اسواسطے کہ کوئی اہل علم و صاحب دین

داسلام مولد کو عین ایمان نہ کہے گا اور جو کہے اوس سے پوچھنا چاہیئے کہ عین ایمان کسطرح ہے اور اگر عین ایمان ہے تو چھہ سَو برس کے بعد کے لوگ کہ جنسے یہہ نہین ثابت ہے معاذ اللہ اونکے ایمان کا سلب لازم آتا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ **قولہ** صفحہ مولود برزنجی کے شرح مین عبد اللہ فارس نے اسکو قیام معتاد یعنی معمولی لکھا ہے الخ

قولہ صفحہ اس مضمون سے ثابت ہوا کہ قیام عادت کا کام ہے اور مولود مین قیام کرنا آنحضرت سے ثابت نہین اگر ثابت ہوتا تو سنت زوائد کہلاتا ثواب یہہ قیام بدعت فی العادات ٹھہرا اور یہہ قیام ورع اور احتیاط والون کے نزدیک کرنا بہتر ہے مگر کینہ اور عداوت سے مسلمانون کو بچانے کیواسطے یہہ قیام فقہ کے کتابون کی دلیل سے اور مولود برزنجی کی شرح بموجب یہہ قیام مستحب ثابت ہوتا ہے **اقول** مستفاد لفظ قیام معتاد کا بھی بدعت فی العادات ہے جسکا ترک بقول اس قایل کے بھی ورع اور احتیاط والون کو بہتر ہے پس بموجب مضمون شرح مولود برزنجی و دلیل فقہ اس قیام کا مستحب سمجھنا انہین کا کام ہے ع برین فہم و دانش بباید گریست ✤ اور اہل اطمینان القلوب واسطے مجوز و مصر و عامل قیام ہین تو خود اپنے و اہالی حرمین کے بے پرہیزگاری اور بے احتیاطی ثابت و ظاہر کرتے ہین اسواسطے کہ خود اسی قول مین فرماتے ہین کہ یہہ قیام ورع اور احتیاط والون کے نزدیک نکرنا بہتر ہے

اور اوسپر گمان کینہ و بغض کا خلاف ہے یا شاید رہا ہو صاحب البیت
ادری بما فیہہ خلاصہ یہہ کہ اطمینان القلوب والے القول خود بسبب عمل قیام
اور جواز و اصرار اسکے یا تو پرہیز گار نہین یا قیام کرتے ہین تو جبرا کرتے ہین
اسلیئے کہ اسی قول مین عدم القیام کو بہتر ترجیح نہیں لکہتے ہین پس عمل القیام
بمقابلہ اوسکے جبرا و ستر ٹہہرا ان ہذا الا المدعا قولہ صـــ اور مولود مین قیام کرنا
آنحضرت سے ثابت نہین اگر ثابت ہوتا تو سنت زوابد کہلاتا اقول اسسے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت سے مولود کا کرنا ثابت ہے مگر قیام ثابت
نہین اگر ثابت ہوتا تو سنت زوابد کہلاتا سبحان اللہ کہان زمان ہدایت
نشان حضرت کا اور کہان زمان ایجاد عمل مولود کا درمیان دونون زمانو نکے
قریب سات سو برس کے فرق و فصل ہے الحمد للہ کہ خود آپ مقر ہوئے
کہ مولود مین قیام کرنا آنحضرت سے ثابت نہین مصرعہ کیا لطف جو غیر پردہ
کہولے ٭ باقی اب مولد اپنا یا کسی دوسرے نبی کا کرنا حضرت سے ثابت
کیجئے اور اس حدیث صحیح متواتر سے ڈریئے من کذب علی متعمدا فلیتبوء
مقعدہ من النار قولہ صـــ اور حدیث مین وارد ہے کہ بچو تم تہمت کے مقام
سے سو اس قیام کے نکرنے مین چونکہ وہابی ہونیکی تہمت کی ڈر ہے اسواسطے
بہی یہہ قیام کرنا مناسب ہے اقول سبحان اللہ حدیث صحیح مین اتقوا مواضع
التہم وارد ہے یعنی تہمت کے مقام سے بچو یہہ نہین وارد ہے کہ بچو تم

تہمت کے کام سے پس اس حدیث کا یہہ مضمون ہوا کہ جس جگہہ خوف تہمت
کا ہو وہان سے بچو بچاو تو اب مطلب یہہ ٹھہرا کہ مجالس ہی مین بچاو کیونکہ
اگر جاکر قیام کیا بدعت کے مرتکب اور اس تہمت مین متہم ہوئے اور قیام نکیا
تو بقول باطل صاحب اطمینان القلوب کے تہمت وہابی ہونیکی لگی بہرحال
جانا وہان کا خالی از تہمت نہین اور اوس سے بچنا چاہیے اور باقی تفصیل گذر
چکی ہے حاجت تکرار و اعادہ نہین و اثبات و تعصب مذہب مین ہرگز وہابیتا
کو دخل نہین کیونکہ بیچ ہر مذہب کے بہت بہت متعصبین و ثابتین ہین اگر یہی
وجہہ ہے تو ہر قوم وہابی ہوگا فقط قولہ ص۲۲ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی مضمون
بموجب ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قیام محبت اور تعظیم کے سبب سے ہوتا ہے
اقول ہرگز ہرگز اسکو محبت سے علاقہ نہین اور کہین اس اثر محبت کا ذکر
نہین آور یہہ مضمون تصحیح طلب ہے اور جیسا کہ محبت سے سروکار نہین
ویسا ہی اسکو تعظیم سے بہی علاقہ شرعی نہین بلکہ مکروہ ہے جیسا کہ بیان مفصلاً
ہو چکا اور عبارت پوری لمعات شرح مشکوٰۃ مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کی یہہ ہے وقد ادعی بعضہم ان القیام الداخل سنۃ واحتجوا بما یجی من قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم ویجی جوابہ ایضا وذہب بعضہم الی انکرہ
منہی عنہ لما ثبت من حدیث انس من کراہتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام الصحابۃ
وقال انہ من عادۃ الاعاجم انتہی دیکہنا چاہیے کہ انہن مقام پر کیسا فریب کیا ہے

اس مطلب کے روایت ضعیف کو لے اور قوی جو اسکے خلاف ہو چھوڑ دے مبادا
چھوڑ دے مبادا کہ وہ بھی محال ہے اسکے تمام حوالہ و نقل عبارت کا
علاوہ محدثین کے فقہا نے بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ سنغاقی نے
حاشیہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ القیام لتعظیم الغیر
انتہی و چلپی نے بھی حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے و لم یذکر القیام تعظیما
للغیر و روی انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ القیام انتہی اور برہان
شرح مواہب الرحمن میں بھی لکھا ہے قیل و یکرہ القیام التعظیم انتہی اور
فتاوی برہنہ میں لکھا ہے ایستادہ نشو و بعضے براے بعضے کہ این سنت
اعاجم است انتہی اور توربشتی جو ایک حنفیہ شراح مصابیح سے ہے وہ
اوس شرح میں بذیل حدیث قوموا الی سیدکم کے لکھا ہے لیس ہذا من القیام
الذی یراد منہ التعظیم علی ما کان یتعاہدہ الاعاجم فی شئ فکیف یجوزان یامر
بما صح انہ نہی عنہ و عرف منہ النکیر فیہ الی آخر انتہی انتہی اور ملا علی قاری
شرح مشکوۃ میں افادہ فرماتے ہیں و ان اصحابہ رضی اللہ عنہم ما کانوا یقومون
لتعظیمالہ مع انہ سید الخلق لما یعلمون من کراہتہ لذلک علی ما سیاتی اور علامہ
جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح ابی داود میں ارقام فرماتے ہیں و نازع
فیہ طائفۃ منہم ابن الحاج بانہ صلی اللہ علیہ وسلم انما امرہم بالقیام لسعد لینزلوہ عن
الحمار لکونہ مریضا کما فی بعض الروایات ففی مسند احمد قوموا الی سیدکم فانزلوہ

قال لوکان القیام الماموربہ بعد ہو المشائخ غیہ لما حفظ بہ الا الغسار فلن اتکل فی افعال القرب التعمیم الخ آب دیکھنا چاہیئے کہ انہی روایات معتبرہ احادیثیہ کے انکار صحیح کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ منع اوسکا دین اسلام کے کسی کتابون سے ثابت نہین احادیث نبوی سے تو منکر ہی تھے آب ہدایہ و شرح وقایہ و حواشی و شروح جو کتب دین ہے سب سے منکر ہوئے اب اسکو کیا کہیئے آہ لامذہب و بیدین کون بنا مگر بیچارے کیا کرین جہل بڑی بلا ہے مصرعہ فکر ہر کس بقدر دانش اوست ÷ قولہ صـ۵۵ اگر کسیکو شبہہ ہوئی وہ کہے کہ تمنے پہلے قیام کا حکم کبھی نہ دیا اور نہ تم قیام خود کرتے تھے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہمکو جو باتین دین کی معلوم ہوتی گئی سو ہم تم لوگون کو ہم تعلیم کرتے گئے اقول اس سے خود رنگارنگ و حربا صفت ہونا حضرت کا ثابت ہے سبحان اللہ کیا جواب شبہہ کا دیا ہے عاقلان خود مے فہمند قولہ صـ۵۶ اور قیام کو لکھا کہ غلبہ اور وجد سے ہوتا ہے اقول اولاً یہہ خود فی نفسہ غیر مسلم ہے ثانیاً اگر یہہ بھی ہو تو عموماً نہین ہو سکتا اور مجوزین مصر علی التعمیم ہین ثالثاً بالغرض غلبہ اور وجد سے ہوتا ہے تو اہل غلبہ و وجد صادق معذور ہین اوس حالت مین یہہ فعل اضطراری و غیر اختیاری ہے تارک اسکا جسے غلبہ و وجد نہو ہرگز قابل ملامت نہین رابعاً ایسے امور پر اصرار محض نامناسب و خلاف عقل ہے اسواسطے کہ جب غلبہ و وجد سے ٹھہرا تو جسکو غلبہ اور وجد ہو گا وہ خود کر لیگا اور جسے نہین

وہ نہین حاشا اونسے پوچھنا چاہیئے کہ یہہ کہان سے لکھا ہے کہ قیام علیہ
وہ جدا سے ہوتا ہے ثبوت اوسکا کسی کتاب معتبر متداول سے دین اگر نہ دیسکین
تو معلوم کرنا چاہیئے کہ مقلد سے مجتہد یا لا مذہب کاذب نیک غلط مسئلہ نکالا کرتے
ہین فعلیہ یا علیہ قولہ ص اس فقیر نے براہین قطعیہ مین فیصلہ کی بات اسطرح پر
لکھا کہ جہان قیام کرنے کی عادت نہو وہان اگر کوئی قیام نہ کرے تو مضائقہ
نہین کیونکہ اس قیام کے نہ کرنے مین کوئی واجب نہ ترک ہوگا اور جہان
قیام کرنے کی عادت ہے وہان قیام کرے کیونکہ قیام نہ کرنے مین مسلمانون
مین آپس مین کینہ اور عداوت اور پہوٹ ظاہر ہوگی اقول یہان کئی باتین
دیکھنی چاہیئے اولا یہہ کہ یہہ حکم کہان سے اور کس کتاب معتبر اہل سنت
وجماعت سے لکھا ہے تصحیح نقل واجب ہے دوم یہہ کہ یہی تقیہ بعینہ
شیوہ روافض ہے سوم یہہ کہ جسکا ترک اولی پہلے لکھہ چکے اب فعل
اوسکا مناسب و درست لکھنا خالی از ام بالفاظ نہین چہارم یہہ کہ ایسے
تقیہ رافضیہ مین جہان عادت ورواج نہو وہان قیام کو منع لکھتے ہین
اور اسی صفحہ مین یہہ خلاف اوسکے لکھتے ہین قولہ سطر ۱۲ جہان اس
قیام کی رواج نہین ہے وہان بہی قیام کرنا مستحب ٹھہرا انتہی اب اس
مقام مین غور و انصاف کرنا چاہیئے کہ کون لا مذہب مخالف الجمہور و موافق
الروافض ہوا ہے قولہ ص اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین اون بیچارون

کی بدنامی و تعزیر کے روادار ہوتے ہین **اقول** یعنے جو لوگ منع قیام کی تعلیم
کرتے ہین وہ سب اون بیچارون کی تعزیر و بدنامی کے روادار حتی یا جیش
ہوتے ہین اگر بالفرض یہی ہے تو خیر مگر مجوزین روادار و مصر دخل وعید
ارتکاب بدعت و باعث سلب حسنات ہوتے ہین من ابتلے بلیتین فاختار
اہونہما دیکہا چاہیئے کہ سہل داستان تعزیر حرین سہنے یا عذاب عقبیٰ
قولہ ذکر ولادت کا ذکر سُننے سے جو آنحضرت کے ولادت کی صورت کا خیال
تان ہو جاتا ہے الخ **اقول** یہہ ایک نئی بات و تخصیص بلا مخصص ہے
اور تازگی خیال بہی ایک خیالی بات ہے ورنہ شرط ایمان یہہ ہے کہ مجرد
سُننے نام نامی حضرت کے ہمہ تن حضرت کا خیال ہو جاوے اور کیفیت دل
دماغ تمام بدن کی بدل جاوے اور اوسکی تاثیر سب پر پڑے اور جس طرح کا
ذکر ہو وہ سب ایسے پیش نظر ہوئین کہ اوسکے آثار و ثمرات مرتب ہو جاوین نہ
یہہ کہ بناوٹ سے ایسے بیموقع کہڑے ہو جاوین کہڑبڑ مچا کے مجلس کو درہم برہم
کرین اور شفاء قاضی عیاض مین لکہا ہے کہ حضرت امام مالک روایت حدیث
کی نہایت ادب سکون و توقیر سے کرتے تہے اور جب بزرگان دین نام نامی
و ذکر حضرت کا سنتے تہے نہایت سکون اختیار کرتے تہے حرکت نہین فرماتے
تہے اور اس قیام مین کہ عین وقت ذکر حضرت کے ہوتا ہے نہایت حرکات
مشوشہ و بد اطمینانی و بیسکونی ہوتے ہین یہہ خلاف ادب و تعظیم کے ہے

قال ابو ابراہیم التجیبی واجب على كل مؤمن عند ذكر النبي صلى الله عليه وسلم ان يخضع
ويخشع ويتوقر ويسكن من حركته ويأخذ في هيبته واجلاله بما كان يأخذ به نفسه
لو كان بين يديه ويتأدب بما ادبنا الله به قال القاضي ابو الفضل رضي الله عنه وهذه
كانت سيرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضين رضي الله عنهم انتهى كذا في شفاء
القاضي العياض ص۲۰۹ قولہ اب سے یہلی ص۱۲۶ مدارج النبوة اور مواہب لدنیہ کا مضمون
صفحہ ۱۹۴ مین اس طرح پر لکھا ہے پانچوین یہہ کہ ایک شخص نے ابولہب کو
اوسکے مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تیرا حال کیا ہے اوسنے
کہا آگ مین ڈالا گیا لیکن تخفیف کی جاتی ہے مجھپر ہر دوشنبہ کی رات کو
اور چوستا ہون مین اپنے ان دونون انگلیون کے درمیان سے پانی اور اشارہ
کیا اپنے انگلیون کے نوک کیطرف اور کہا کہ یہہ تخفیف عذاب کے اور پانی
کا چوسنا میرے آزاد کرنے کے سبب سے ہے ثوبیہ کو جسوقت کہ اوسنے
مجھکو خوشخبری دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی اور بسبب دودہ
پلانے ثوبیہ کے آنحضرت کو تعجب ابولہب ایسا کافر کہ قرآن شریف
اوسکے مذمت اور برائی کے بیان مین اوترا وہ جزا دیا گیا اوسکے خوش
ہونے کے سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کی رات کو تو مسلمان
موحد کا امت محمدی مین کہ اونکی ولادت کے بیان سے خوش ہوگا
اور اپنے مقدور کے موافق انکی محبت مین مال خرچ کریگا کیا حال ہوگا انتہی

اقول اولاً اس قصے سے ثبوت انعقاد مجلس مولاد کا بہیئت کذائی مروجہ اور قیام کا نہین ہوتا ہے کما لا یخفی دوسرے یہہ کہ بالفرض مدار ثبوت کا یہی قصہ ہے تو جواب اوسکا علماء محققین و کملاء محدثین نے بہت بہت وجوہ سے دیا ہے از انجملہ پہلی وجہہ یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے کیونکہ یہہ قصہ حضرت عباس کے خواب مین مذکور ہے اور راوی اوسکا عروہ ہے اس نے اپنے راوی کا نام نہین ذکر کیا پس حدیث مرسل نزدیک شافعیہ کے قابل حجت نہین اسیواسطے شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری مین اس حدیث کے جواب مین کہتے ہین

اجیب اولاً بان الخبر مرسل ارسلہ عروہ ولم یذکر من حدث بہ یعنی اولاً جواب میرا یہہ ہے کہ یہہ حدیث مرسل ہے ارسال کیا عروہ نے اور نہین ذکر کیا نام اوس شخص کا جس نے اس حدیث کو روایت کیا ایسا کہا ہے امام خطیب قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری مین دوسری وجہہ یہہ کہ حدیث بالفرض موصول بھی ہو تو شاید حضرت عباس نے یہہ خواب قبل ایمان کے جاہلیت مین دیکھا ہوگا قال فی فتح الباری و

لعل الذی راٰہا لم یکن اذ ذاک اسلم بعد فلا یحتج بہ انتہی یعنی فتح الباری مین کہا ہے شاید کہ وہ جس نے یہہ خواب دیکھا ہے جسوقت کہ خواب دیکھا ہے ہنوز مسلمان نہوا ہو پس اس خواب کی حجت نہین انتہی کیونکہ

حدیث شریف مین صداقت مومن کے خواب کی ہے نہ کافر کے تیسری وجہہ
کہ ہمنے مانا کہ یہہ خواب بعد ایمان کے دیکھا ہو پر ہر خواب مومن کا بلکہ نبی کا
صحیح التعبیر نہین کیونکہ تعبیر خواب کی کبہی ماول ہی ہوتی ہے کبہی عکس چنانچہ
ایکبار حضرت علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ جنت مین ابوجہل کے واسطے
ایک مکان طیار ہوا ہے حضرت پر اوسوقت تعبیر اسکی منکشف نہوئی
تو فرمایا واللہ ابوجہل کو جنت سے کیا علاقہ تعبیر اوسکی کچھہ اور ہوگی جب
عکرمہ بن ابی جہل ایمان لائے تو حضرت نے فرمایا اس خواب کی یہی تعبیر ہے
اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ما ثبت بالسنۃ مین لکھا ہے حاصل اوسکا یہہ
ہے کہ ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ حضرت علیہ السلام اوسکو شراب
پینے کا حکم کرتے ہین اس نے متحیر ہوکر علما سے تعبیر اسکی پوچھی تو عالمون
نے کہا کہ دہ حکم کی غلطی سے منعکس ہوگیا ہے امر کے جگہہ مین نہی کی ہے
کیونکہ خلاف مین کتاب اللہ کے حکم فرمانا حضرت کا ممکن نہین لیکن تعبیر حضرت
عباس کے خواب کی بہی بسبب مخالف ہونے نصوص قاطعہ و احادیث صحیحہ کے
عکس ہے تخفیف جگہہ مین تشدید کی ہے اسیر دعنی مین آب گرم کے اور
ابولہب نے دوشنبہ کے دن جسطرح حضرت کے ولادت شریف کی بشارت
کے شکر خوشی مین ثوبیہ کو آزاد کیا تہا ویسا ہی اوسی دن نبوت پر حضرت
کے مبعوث ہونیکی بشارت کے شکر کمال عداوت مین انواع و اقسام کی ایذا

رسانی پر نبی کریم سے کے قایم ہوا لیس ثواب تو یہہ ہوا اور یہاں بسبب کفر و اعمال کے مبدل بعذاب ہو گیا اور شدت عذاب مین گرفتار ہوا چنانچہ مشاہدہ کرنا حضرت عباس کا خواب مین ابولہب کو بہت بری حالت مین شدت عذاب پر دلالت کرتا ہے اور حق سبحانہ تعالی نے اس کافر کی مذمت مین جو پوری سورت تبت کی اوتاری ہے وہ بھی شدت عذاب وکمال ذلت وخواری پر اس کافر کے دلالت کرتی ہے اور فتح العزیز مین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہین و درین سورۃ آن خبیث را بکنیت یاد فرمودہ اند حالانکہ کنیت نزد عرب صیغہ تعظیم است بدو جہت اول آنکہ نام وے عبد العزی است واین نام مشتمل بر شرک و نزد اہل توحید کراہت دارد دوم آنکہ کنیت او دلالت بر دوزخی بودن میکند الخ چوتھی وجہ یہہ کہ بالفرض یہہ خواب مصرح ہے تو خواب غیر نبی کا نہ قابل حجت نہ احکام شرعی کا مثبت کما قال فی الفتح فالذی فی

رویا المنام فلا حجۃ فیہ انتہی وقال فی الارشاد الساری فلا یحتج بہ اذ ہو رویا المنام لا یثبت بہ حکم شرعی انتہی چنانچہ فتح الباری مین کہا ہے یہہ قصہ جو حدیث مین آیا ہے خواب ہے سو اسکی کچھہ حجت نہین انتہی اور ارشاد الساری مین کہا ہے یہہ قصہ حجت ہو نہین سکتا کیونکہ یہہ خواب ہے اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہین ہوتا انتہی اور خود جلال الدین سیوطی انعام الدرایہ مین خواب کے حجت صحیح نہین کہتے ہین پانچوین وجہہ یہہ کہ

سب اہل اسلام اس بات پر متفق ہین کہ اعمال صالحہ جو آخرت مین نجات دینے
والے ہین اونکے لیئے ایمان شرط ہے وگرنہ صدقہ وخیرات کہلانا پلانا
اور غلام لونڈی کا آزاد کرنا کچھہ فائدہ نہ دیگا قال اللہ تعالے فک رقبۃ
او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ ثم کان من
الذین امنوا فرمایا اللہ تعالے نے آزاد کرنا گردن کا اور کہانا کہلانا سختی کے
دن قرابت دار یتیم کو یا غریب مسکین کو پہر ہوا ایمان والون سے اور مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین وکسانیکہ انکار کردند احکام
مارا ہرچند بنا بر نیات فاسدہ واغراض دنیوی خود یا خوشنودی بتان و
معبودان خود گردنہا خلاص کردہ باشند و یتیمان ومسکینان را طعام خورانیدہ
ہم بصبر ومرحمت وصیت نمودہ لیکن بسبب شوم کفر ہیچ بکار ایشان نخواہد
آمد یعنے جو لوگ ہمارے احکام کا انکار کرتے ہین اگرچہ اونہون نے نیت
فاسدہ اور اغراض دنیوی یا اپنے بتون اور معبودون کے خوشنودی پر
لونڈی وغلام آزاد کیئے ہون اور یتیمون مسکینون کو کہانا کہلایا ہو اور صبر و
مرحمت پر وصیت بہی کی ہو لیکن شامت کفر سے کوئی کام اونکو فائدہ نہ دیگا
اور جو حدیث مین آیا ہے کہ ابوطالب کے عذاب مین کچھہ تخفیف ہوئی
سو حضرت کے قصد سفارش سے ہے نہ انکی صرف اعمال سے اور آزادی
غلام وصدقات اعمال صالحہ سے ہے اور اعمال فرع ایمان و مفید بصحت ایمان ہین

چنانچہ تمام آیات واحادیث مین ایمان کو مقدم اعمال صالحہ پر کیا ہے چوتھی وجہ
یہ کہ ثبوت ابولہب کی تخفیف عذاب کا اسی کافر فاسق کے خواب سے ہے نہ
مخبر صادق کے خبر دینے سے اور خبر اس کافر کاذب کی بایں احتمالات دموانع تخصیص و
معارض کتاب اللہ کے کسی مذہب سے ہو نہین سکتی بلکہ آیات بینہ ونصوص
قاطعہ سے خبر اس کافر لعین کی مردود ہے قال الامام الخطیب القسطلانی فی المواہب
بہذا علی ان الکافر قد ینفعہ العمل الصالح وہو مردود لظاہر قولہ تعالے
وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباءً منثورا امام خطیب قسطلانی نے
شرح مین اس حدیث کے لکھا ہے کہ بعضے دلیل لاتے ہین اس قصے
سے کہ کافر کو کبھی نفع دیتا ہے عمل صالح آخرت مین سو یہہ قول مردود ہے
ظاہر قول سے اللہ تعالے کے اور ہم در پیش کرینگے اونکے عمل کو جو انہون
نے کیا ہے پھر کرینگے اونکی عمل کو غبار پریشان اور شیخ ابن حجر عسقلانی
بہی اس حدیث کے جواب مین ایسا ہی کہا ہے اور قطع نظر عموم آیات کے
بالتخصیص اس کافر کے کوئی چیز خواہ مال ہو خواہ عمل نفع نہ دینے پر نص قاطع
صاف دلالت کرتی ہے قال اللہ تعالے ما اغنی عنہ مالہ وما کسب فرمایا
اللہ صاحب نے نفع نہ دیا ابولہب کو مال اسکا اور جو کچھہ اوسنے کمایا اور مفہوم لفظ
ما کا عام ہے خواہ مال ہو خواہ عمل یا ولد قال فی البیضاوی وما کسب کسبہ او مکسوبہ
بمالہ من النتائج والارباح والوجاہۃ والاتباع او عملہ الذی ظن انہ ینفعہ تفسیر بیضاوی

مین کہا ہے کسب اوسکا یا جو چیز مال سے حاصل ہوتی ہے جیسے فائدے اور منافع اور جاہ و حرمت اور لوکر چاکر یا عمل اسکا جو سمجھا تہا کہ وہ اپنے کو نفع دیگا قال فی الکشاف

عن ابن عباس ما کسب ولدہ وعن قتادۃ عملہ الذی ظن انہ منہ علی شیء کقولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا

الف کیشاف مین کہا ہے منقول ہے ابن عباس سے جو کمایا اوسنے اولاد اسکی اور منقول ہے قتادہ سے عمل اسکا جو سمجھا تہا کہ وہ بھی ایک شے ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے تفسیر مین فرماتے ہین ہر دو دست کنایت ازان دو قوت است یعنی ہلاک شد اعتقاد و عمل او و محتمل است کہ مراد از دو دست اعمال خیر و شر باشد و بلاکی اعمال شر ظاہر ست کہ ثمرہ بد میدہد و ہلاکی عمل خیر آنست کہ بسبب کفر ثمرہ نیک نداد و رایگان رفت و بعضے بر اعمال ظاہر و باطن عمل کردہ اند و بعضے بر جانب قوی و ضعیف ہم محتمل است انتہی یعنی کنایہ دو ہاتہہ سے دو قوتین ہین ناچیز ہوگیا اسکا عقیدہ اور عمل احتمال ہے کہ مراد دونون ہاتہہ سے اعمال خیر و شر ہون اور ہلاکی اعمال شر کی ظاہر ہے کہ برا ثمرہ دیتا ہے اور ہلاکی عمل خیر کی یہہ ہے کہ بسبب کفر کے کچہہ فائدہ نہ دیا برباد گیا اور بعضے اعمال ظاہر و باطن پر حمل کرتے ہین اور بعضے قوی و ضعیف پر غرض سب باتون پر محتمل ہے اور فرمایا ہے خداوند کریم نے سورہ مدثر مین علی الکافرین غیر یسیر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ اس آیۃ کے تفسیر مین افادہ فرماتے ہین در حدیث صحیح وارد است کہ قبر اول منزل است از منازل سفر آخرت ہر کہ دران منزل شدت دید و رنج کشید

اور آئندہ در منازل دیگر شدت و سختی زیادہ تر رو خواہد داد انتہی پس کیفیت
تخفیف عذاب ابولہب وقوۃ و استدلال اس قصہ کے معلوم وصاف
کہل گئے بیت اگر ہنداشتی بر دانشت بوس ٭ وگر غافل شدی
افسوس افسوس ٭ دوستو ہمنے اس مقام مین اور اکثر جا کیسی کیسی
تحقیقات کے ساتہہ سمجہایا ہے ع جو اسپر بہی نہ سمجہے وہ تو اوس رب
سے خدا سمجہے ٭ **قولہ** اور مولود کے قیام مین بہی ہم اونہین کے موافقت
کرتے ہین اور یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ مولود کرنے سے سال بہر ہر آفت اور
مصیبت بلا اور وبا سے امان و پناہ رہتی ہے اور جلدی سے مطلب حاصل
ہوتا ہے **اقول** سبحان اللہ آپ یہہ امید و اعتقاد رکہتے ہین ہم لوگ بہر حال
محبت سنت نبوی مین قرب و معیت کے امیدوار ہین کما فی المشکوۃ
عن انس قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی
ومن احبنی کان معی فی الجنۃ رواہ الترمذی اور صفحہ ۱ مین جو لکہا ہے کہ گلزار
شاہ صاحب مرحوم اور حضرت شاہ عبد العلیم صاحب قدس سرہ اس طریقہ مین
داخل تہے اور گلزار شاہ صاحب نے تتار پور مین خود اونسے خلافت لی
حضرت شاہ عبد العلیم صاحب نے جناب سید صاحب قدس سرہ سے
بیعت کی اور شاہد عادل اوسکے یک صدر الصدور مصداق ایۃ من لم یحکم بما انزل
اللہ ہین اوسمین اگرچہ مخادعت عظیم ہے مگر ہمکو اوسکی تردید سے

کچھہ واسطہ نہین ان حضرت کے احباب ومریدین مین جو صاحب فہم وتمیز ہون وہ سمجہین وہ جانین ہذا ہم البتہ ناعلینا الا البلاغ قولہ صہ ۱۹ اور جو لوگ امرد اور اجنبی عورت کا گانا سنکے یا پتر لونکا گانا سنکے ناچتے کودتے ہین بڑے سخت حرام کام مین گرفتار ہین ایسے ہی لوگونکا حال دیکھہ کے دانا لوگون نے کہا ہے ۔ ناچت رہی پترپا کود پڑے سنداسی ÷ اور یہی مثل اون لوگون پر بہی زیب دیتی ہے جو لوگ اس ملک کے اون لوگون مین جو شرک اور بدعت کی منع کرنے والون سے جہگڑتے تہے کود پڑے اور لامذہبی کی باتین سیکہانے چاہا اقول اولاً سناسی مناسبت خاص اونکے سنداسی ہوگیا ثانیاً قید امرد اور اجنبی عورت کے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مرد اور غیر اجنبی کے گانے کا حال ایسا نہین ہے ثالثاً یعنیہ یہہ مثل خود صاحب اطمینان القلوب پر صادق ہے کہ عمر بہر تعلیم زبان ہندی و مسائل حیض ونفاس مین کاٹی کہاتے رہے اب باین ہمہ مایہ مباحث دقیقہ ودقایق علمیہ مین کود پڑ کے ذلت وخواری حاصل کی اور جابجا مناظرہ علمار محققین سے کرکے اس ملک مین بہی نہایت شرمندہ ہوئی چنانچہ اپنے صفحہ ۱۹ مین حال مناظرہ واقع تاریخ بستم رمضان شریف روز جمعہ ۱۲۸۶ ہجری جو وے لکھتے ہین اور اوسمین امر واقعی یعنی لاجواب وعاجز ہونا اپنا ثابت کرتے ہین اور جہان جہان اوسمین سہواً یا عمداً تبدیل وتحریف کی ہے اوسکو بلا افراط وتفریط ابتین

ہو وبرو راست رہمت لکہدیتا ہون جسیکو دن آدمی اونکے سنا ہو زندہ موجود ہین جو چاہے حقاً وانصافاً دریافت کرلے **قولہ** [۱۴] اوران دنون مین بعض لوگون نے ہمسے کہا کہ اس بات کا شہرہ ہے کہ اعظم گڈہ مین قیام کے مقدمہ مین جو مولوی بخش احمد صاحب نے آپسے سوال کیا تو آپ جواب نہ دے سکے تو اس بات کا جواب یہہ ہے کہ مولویصاحب نے فرمایا تھا قیام جزو ایمان ہے یا عین ایمان ہے یا خارج ایمان ہے تب ہمنے بہی مصلحت سمجہہ کے کہا کہ ہم اسوقت اس مقدمہ مین گفتگو ہرگز نکرینگے مولوی عبد العزیز صاحب صدر الصدور کے مکان پر انہین کے روبرو ہم آپ سے گفتگو بہی کرینگے اور لکہہ بہی دینگے اور اسقدر کہنے پر کفایت کیا اور کہا کہ ایسے سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بہی وارد ہوتا ہے پس جو شخص عالم ہوگا وہ شخص اس سوال وجواب کے حقیقت سمجہہ جاویگا اور ہمنے دین کا مصلحت سے اوسوقت زیادہ گفتگو نہ کیا اور حقیقت مین جواب دیدیا اور جواب نہ دے سکنے کا لفظ سوائے جاہل کے کوئی نہ کہیگا جو کوئی چاہے مولویصاحب ممدوح سے پوچہہ لے **اقول** ہمنے جناب مولویصاحب سے پوچہا بہی اور خود ہم بہی معہ مولوی محمد علی ومعہ مولوی وقاضی محمد یسین صاحب بحری ابادی ومولوی محمد سلیم اللہ صاحب وقاضی محمد موسی صاحب وجناب مولوی محمد فیض اللہ صاحب وغیرہ وچند اکابر وعلما وطلبا حاضر تھے روز جمعہ تاریخ

رمضان ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۲۴ دسمبر ۱۸۸۵ع قریب ۱۱ بجے دنکو جناب مولوی
محمد عبد الغفور صاحب ابن جناب منشی محمد اکرام صاحب رئیس آعظم محمد آباد گوہنہ ضلع
آعظمگڈہ اور جناب مولوی سید محمد صاحب ابن جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب
صدر الصدور رئیس اعلیٰ محلی شہر ضلع جونپور حاجی گہناہن کی مسجد محلہ بہادر پور
منجملات آعظمگڈہ میں تشریف لیگئے اور باتون باتمین مولوی کرامت علی صاحب
سے ذکر محفل مولد کا چہیڑا الغرض گفتگو کرا وسی مجمع مین علی رؤس الاشہاد
مولوی کرامت علی صاحب نے اون حضرات سے اقرار کیا کہ یہہ انعقاد مجلس کی
قرون ثلثہ مین نہ تہا بے شک بدعت ہے چنانچہ شاہد عادل اسکے جناب
مولوی محمد صاحب و شیخ قادر بخش و شیخ کریم بخش و شیخ حبیب اللہ سوداگران
صاحب تاجر کتب و مولوی عبد اللہ صاحب اور شیخ محمد علی صاحب وغیرہم
موجود ہین تب وے حضرات اپنے اپنے مقام پر تشریف لائے اوسی دن بعد
نماز جمعہ مجمع عام کہ زیادہ ہزار آدمی سے ہر اطراف و اکناف کے جمع تہے مسجد
جامع اعظمگڈہ مین جناب فیضیاب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول اقام اللہ ظلہم الممدود دام اعلام جناب
مولوی کرامت علی صاحب سے کہا کہ آج زبانی چند احباب کے معلوم ہوا کہ
آپ نے بمقابلہ اون حضرات کے نفس انعقاد مجالس مولود کو بدعت فرمایا
ہے اور قیام کو کیا فرماتے ہین آیا جزو ایمان و اسلام ہے یا عین ایمان و
اسلام ہے یا خارج ایمان و اسلام ہے تب مولوی صاحب نے بہت ٹال مٹول

کیا اور راہ گریز کی بہت چاہی باتوں اور داد گہا تون بہت چاہی کہ کسی طرح
سے ٹل جاے کوئی صورت گلو خلاصی کی نکل آسے صدر الصدور صاحب کے
سامنے ہے پیر آور وہ نہین کے مکان پر گفتگو کو ٹالنے لگے جب چارہ کچھہ نہ دیکہا
تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری ذلت سے کیا حاصل ہے جو علم واسطے
کسی کے ذلیل کرنے کے پڑہے وہ بہت معذب ہوگا اوسکے جواب مین جناب
مستطاب معلے القاب مقدام العلماء والمحدثین جناب مولانا نجش احمد صاحب نے فرمایا کہ اسمین ذلت
کی کیا بات ہے یا ہمسے اتفاق کیجیے یا کوئی شق اختیار کرکے جواب دیجیے
اور ہم جانتے ہین کہ آپ جانکر جواب نہین دیتے حق کو چھپاتے ہین اسمین بہی
عذاب ہے یہہ کہکر اس حدیث کو پڑہی - فی المشکوۃ عن ابی ہریرہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیمۃ
بلجام من النار رواہ احمد وابوداؤد والترمذی ورواہ ابن ماجہ عن انس پہر
مولوی صاحب نے مجبور وعاجز ہوکر دوسرے پہلو سے گلو خلاصی چاہا فرمایا کہ ایسے
سوال کرنے سے یہی سوال نماز پر بہی وارد ہوتا ہے پہر جناب مولانا قاضی نجش احمد صاحب نے فرمایا
سبحان اللہ چہ خوش سوال از آسمان جواب از ریسمان بہلا اس اعتراض کو
نماز سے کیا علاقہ نماز تمام اہل اسلام کے نزدیک ثابت ہے کہ کسی کو اختلاف نہین
آیات واحادیث مین درباره نماز کے بکثرت صیغہ امر جو واسطے وجوب کے اکثر آتا
ہے وارد ہے قیام کو نماز سے کیا علاقہ ومناسبت اسمین سراسر خلاف ہے

قیام کے واسطے بہی اگر کہین آیات واحادیث مین کوئی صیغہ امر وجو واسطے
وجوب کے آیا ہو تو فرمائے تب مولویصاحب نہایت شرمندہ وساکت و
لاجواب ہوئے اور بغل جہانکنے لگے اوسی دم اکثر معتقدین اونکے اونسے
منحرف وبدظن ہو گئے اور سب پر حال اونکے علم وقابلیت کا کہل گیا
فی الحقیقت جو شخص عالم ہوگا وہ شخص اس سوال وجواب کی حقیقت سمجھ
جاویگا پہر قریب عصر جب صدر الصدور صاحب کچہری سے واپس آئے
طلبہ علوم وبعض حضار نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مولانا
قاضی بخشش احمد صاحب کو بلاوین تب فرمایا کہ بہت میری خفت ہوئی اونسے
ہم مقابلہ نہین کر سکتے اوسوقت کسیطرح سے ڈہپے پردے کچھ عزت
باقی رہگئی اب بڑی خرابی ومیری رسوائی ہوگی اور یہہ مناظرہ مع کیفیت
عجز وسکوت مولوی کرامت علی صاحبکے بسبب کثرت حضار ہر نواح ودیار قرابت
وامصار مین تمام مشہور ہوا چنانچہ اس شہرت کے مولویصاحب خود اپنے
صفحہ ۱۹ مین مقر ومثبت ہین کہ بہت لوگون نے خود اونہین سے جا کر کہا
اور جتنے لوگ اور اور مقام پر جاتے ہین اور یہہ کہتے ہین اونکا حسد این
اب کسی جاہل کے چہپانے سے چہپ نہین سکتا اور کسی کے بات نہ سنے
سے بن نہین سکتی تعز من تشاء وتذل من تشاء قولہ ۱۹ تنا سمجھنہ کہ ہر کہ
اہل سنت وجماعت کے نزدیک سنو ا شرایط ایمان کے کوئی عمل خیر کیا

اور عین ایمان نہین کہلاتا **اقول** اتنا جو نپور مین جاکر یاد پڑا اور اس قول مین سراسر لاعلمی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ جو جو شرط جزو ایمان ہین جدا مفصل اونکو لکھنا چاہتا تھا اور جو جو شرطین عین ایمان ہین اونکو صاف صاف جدا لکھنا تھا یعنی اونسے ہم پوچھتے ہین کہ کون کون شرط جزو ایمان ہے اور کون شرط عین ایمان ہے دوم یہہ کہ تمام اہل علوم محققین متقدمین و متاخرین سب اس بات پر متفق ہین کہ شرط کسی شئے کی عین اوس شئے کی یا جزو اوسکی ہرگز نہین ہے شرط خارج مشروط سے ہوتی ہے اور جب بقول باطل اونکے سواے ایمان و شرایط ایمان کی کوئی جزو ایمان و عین ایمان نہین کہلاتا تو تمام خارج ایمان ٹھہرا اب اوسکا حکم دوسرا لکھنا ضرور نہین العاقل تکفیہ الاشارہ اور اوس مخالف الجمہور والانام کو واجب ہے کہ ثبوت اسکا دین کہ کون اہل سنت و جماعت کے نزدیک شرط شئے جزو شئے اور عین شئے ہے اور یہہ مضمون کس کتاب مین لکھا ہے اس آخر زمانہ مین علما تمام جہان سے خلاف کر کے یہہ نئی بات لکھی ہے اور مصداق اس حدیث صحیح کے ہوئے ہین اور سبکو فتنہ مین ڈالا ہے فی المشکوہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من احادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباوکم

فایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتنونکم رواہ مسلم **قولہ**[19] اور اسکے بعد کے روز ہمنے براہین قطعیہ سے قیام کے مسئلہ کا ترجمہ مولوی فیض اللہ صاحب کے پاس بہیجدیا **اقول** حال براہین قطعیہ کا اور اوسکی بعض عبارات و فیصلہ کا ہم لکہہ چکے ہین باقی کو اوسپر قیاس کرنا چاہیئے اور یہہ بہیجنا اوس مناظرہ کئے بعد کے روز بعینہ مصداق اس مثل کا ہونا ہوا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد **قولہ**[20] چوتہا فساد یہہ ہے کہ بعضے وہابی لوگ بطمع دنیاوی اس ملک کو دار الحرب کہتے ہین **اقول** وہابی وہ ہے جو ہمنے صفحہ ۲۴ و ۲۵ اس کتاب مین لکہا حاجت تکرار نہین مانعین قیام مولد و تابعین سنت و اہل علم محقق و منصف حنفی ہند کو دار الحرب ہرگز ہرگز نہین کہتے کیونکہ تمام ارکان دین و اسلام بخوبی سب لوگ کرتے ہین کوئی مانع و مزاحم نہین فقط **قولہ**[21] اور سفر السعادت مجد الدین فیروزآبادی کی تصنیف کو دیکہہ کے بہی لوگ بگڑنے چاہتے تہے پہر اوسکا رد شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت مین کیا تب کو تہم گئے **اقول** حال بدگمانی و نافہمی و نادانی اس قابل کا قابل بیان نہین کہ علماء متقدمین و متاخرین سب پر بدزبانی و طعن کیا ہے ؎

چراغے راکہ ایزد برفروزد ✤ ہر آنکس پف زند ریشش بسوزد ✤ کوئی اہل علم و صاحب عقل اوسکو باور نکریگا کہ امام اللغہ ماہر الحدیث والفقہ مجد الدین

فیروزآبادی صاحب قاموس گراہی یعنے بگڑنے کی بات لکھین کے المرء الفقیس
علی نفسہ نبیت چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنہ پاکان زند
مولانا سجاد علی مرحوم جواب سوالات خمسہ مرقوم چوتھی شعبان روز چہار شنبہ
سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین کہ جا بجا اکثر ثقلین اوسکی موجود ہین افادہ فرماتے ہین کتب
دینیہ را سبب گمراہی دانستن کنز الدقایق باشد خواہ سفر السعادت من حیث
کتب دینیہ کیفر ست الخ اور مناسب ہے کہ ثابت کرین کہ کون کون بات بگڑنے
کی ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے کیا اور کسیطرح رد کیا تھا **قولہ** اسیطرح
سے ایک کتاب کسی وہابی یعنے لامذہب کی تصنیف نکلی ہے اوسکا نام
ایضاح الحق اسمین مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ کا نام لکھدیا ہے اور اوسکو
بعض لوگ اونہین کی تصنیف جانتے ہین **قولہ** اور ایضاح الحق کے مصنف
مولوی محمد اسمعیل کے بڑے معتقد ہین اور صراط المستقیم کے مصنف مولانا
محمد اسمعیل مرحوم کی کتاب صراط المستقیم کا رد جو کتاب ایضاح الحق مین موجود
ہے اوسکا خیال نہین کرتے اور صراط المستقیم کو مطلق نہین دیکھتے اگر دیکھتے
تو ایضاح الحق کی تعریف نکرتے اور اوسکو ہاتھہ مین نہ لیتے بلکہ ہماری طرح
وے بھی اوسکو رد کرتے اور ایضاح الحق کو دیکھہ کے وہابی کے حال مین بہت
سے اچھے لوگ بھی دہوکے سے پہنس گئے ہین یہانتک کہ اس فقیر کو
بدعتی کہتے ہین **اقول** خلاصہ خرد ہی ان قولون کا یہہ ہے کہ ایضاح الحق

مولانا محمد اسمعیل شہید محدث دہلوی ابن مولانا شاہ عبد الغنی مرحوم کے تصنیف نہین ہے اور صراط المستقیم اونہین کی تصنیف ہے اولاً ثبوت اسکا کہ یہہ کتاب خاص اونکی تصنیف نہین ہے زمہ مدعی دروغگو ہے ثانیاً ہم کہتے ہین کہ بالفرض کوئی مصنف دوسرا ہے تو اوسکا مدفن و مسکن و مولد کون ہے اور وہ کسکا شاگرد و مرید ہے اور کون قوم ہے اور کب ولادت و وفات اوسکی ہے اور ایضاح الحق تصنیف مین صراط المستقیم سے مقدم ہے یا موخر اور زمان تصنیف دونو کتابون مین کیا فرق و فصل ہے ثالثاً باوجود اتحاد نام مصنف کے کیا دلیل ہے کہ وہ کسی اور کی تصنیف ہے مولانا مرحوم کی نہین جایز ہے کہ یہی اونکی ہو اور صراط المستقیم کسی غیر کی ہو جو احتمال و دلیل انکار ایضاح الحق مین دایر ہے وہ بعینہ انکار صراط المستقیم مین بہی دایر ہوسکتا ہے فما ہو جوابکم فہو جوابنا المخلص واسطے ثبوت دعوی کے بیان امور مذکورہ بالا کا ضرور ہے رابعاً تاریخ ۸- ربیع الثانی روز جمعہ ۱۲۸۷ ہجری جامع مسجد جونپور مین بمقابلہ ہزارہا نمازی برسر منبر مولانا الحشن احمد و مولانا محمد شبلی صاحب نے پوچھا کہ کیا دلیل ہے کہ یہہ دونو کتاب ایک مصنف کی نہین ہین مولوی کرامتعلی صاحب اطمینان القلوب والے نے فرمایا کہ دونو آپسمین مخالف ہین تب اون دونون علمانے کہا کہ فرمایئے مخالفت جزئی ہے یا کلی تو کچہہ نبولے پہر اون دونو علمانے کہا کہ اگر محض مخالفت دلیل اسکی ہے کہ دونو کتابون کے دو مصنف ہین تو جہان ایسا تخالف پایا جاوے

وہ دو شخص کی تصنیف قرار دی جاوے آور یہ کیا آپ کلیۃً ثابت کر سکتے
ہین کہ تصنیف و قول شخص واحد کا مخالف نہین ہوتا اور کیا مخالفت شذوذا
و ضروریات سے مغایرت تصنیف کی ہے تب لاجواب ہوئے پھر جب اون
لوگون نے دیکھا کہ مولویصاحب کو تسکیت بسر منبر علی روس الاشہاد حاصل
ہوئی اور عرق خجالت مین غرق ہوئے تو جامع العلوم معدن الفہوم جناب
مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب رامفوری مدرس مدرسہ حنفیہ منشی امام بخش صاحب
مرحوم کو بلالائے مولویصاحب ممدوح نے پہونچکر بطور صلح کل و رفع نزاع اون
مولوی صاحب سے پوچھا کہ کہان کہاں اختلاف ہے آور اون دونون عالمون
سے کہا کہ جواب اوس اختلاف کا دیجئے تب کسیقدر مولوی صاحب کو
مہلت ملی اور جانا کہ صورت گلوخلاصی کی نکلی فرمایا کہ کتب فقہ مین مثل شرح
وقایہ وغیرہا کے وہ درود کو جایز لکھا ہے آور ایضاح الحق مین مین قبیل بدعات
لا اصل لہا کے لکھا ہے تب اون علما نے کہا کہ مولانا شاہ ولی اللہ اور اونکی
تصانیف کو آپ لوگ قابل سند و اعتبار کے جانتے ہین یا نہین ازانجا کہ
جناب مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب علم فقہ و تفسیر مین شاگرد رشید جناب
مولانا حافظ سید محمد عالم علیصاحب محدث ساکن نگینہ ضلع بجنور و حال وارد شہر
مرادآباد آور مولانا ممدوح خلیفہ و شاگرد خاص حضرت فخر المحدثین جناب مولانا
محمد اسحاق قدس سرہ کے ہین خود بھی تسلیم فرمایا کہ بیشک وہ حضرت اور اونکی

تصانیف حجتہ و سند ہے اور یہی مولوی صاحب نے بھی کہا اور اقرار کیا پھر
اوس روز ان حضرات نے پوچھا کہ صاحب اشباہ و نظایر اور اوسکے تصانیف کو
جانتے مانتے ہیں یا نہیں مولانا محمد ہدایت اللہ خان صاحب اور مولوی صاحب
نے بالاتفاق اقرار کیا کہ بیشک دونو سند و لایق اعتبار ہیں تب مولانا الحاج
مولوی حافظ محمد شبلی صاحب نے کہا کہ کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے اور قنا وا ے زینیہ میں ابن نجیم صاحب
اشباہ و نظایر نے دہ دردہ کا انکار محض کیا ہے اور لکھا ہے کہ محض بے اصل
ہے اور کسی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا ایمہ مجتہدین سے ثبوت تحدید
ماء کثیر کے ساتھہ دہ دردہ کے ثابت نہیں تب لسند و ثبوت اوسکے مولانا
بخشش احمد صاحب نے کتاب حجتہ اللہ البالغہ طلب کر کے عبارات مقام احکام المیاہ
صفحہ ۱۰۹ چھاپہ بریلی کی اور عبارات فصل فی عدۃ امور مشکلہ من التقلید
واختلاف المذاہب صفحہ ۱۶۵ کے بمقابلہ مولانا صاحب اور عمدۃ الاذکیا
مولوی محمد عبد العزیز صاحب پڑہا کوٹی تین ۳ بار بکرر پڑہکر سنا دیا اور مولوی صاحب
کو بھی دیکھا دیا اور عبارت قنا وا ے زینیہ ابن نجیم صاحب اشباہ و نظایر
کی جو چھاپہ کلکتہ موجود تہا بر سر منبر دیکھا دیا اور اسقدر لوگوں کو پڑہکر سنا
بھی دیا قال ابن رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن الکرمانی فی شرح الایضاح
واختلفت الروایات فی تحدید الکثیر والظاہر عند محمد رح انہ عشر فی عشر

والصحیح عن ابی حنیفۃ رہ انہ لم یوقت فی ذلک بشیٔ وانما ہو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ انتہی وقال حاکم الشہید فی الکافی الذی ہو جمیع کلام محمد قال ابو عصمۃ کان محمد بن الحسن یوقت عشرۃ فی عشرۃ ثم رجع الی قول ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئاً انتہی خلاصہ اس عبارت کا یہہ ہے کہ اندازہ مین پانی کثیر کی روایتین مختلف ہین ظاہر نزدیک امام محمد کی یہہ ہے کہ پانی کثیر دہ دردہ ہے اور روایت صحیح امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ سے یہہ ہے کہ آپ نے کچھہ بھی مقرر و معین نفرمایا اور امام حاکم شہید نے جو جمع کنندہ کلام امام محمد ہین کہا کتاب کافی مین کہ کہا ابو عصمت نے کہ تہی محمد بن الحسن توقیت و تحدید فرماتی پانی کثیر کی دہ دردہ مین پہر رجوع کیا امام ابی حنفیہ کے قول کیطرف اور کہا امام محمد نے مین نہین مقرر کرتا اوسمین کچھہ اور درمختار کی باب المیاہ کی بہی اتنی عبارت پڑہکے سنادیا ان التقدیر بعشر فی عشر لا یرجع الی اصل یعتمد علیہ اور اسی طرح چند کتب معتبرہ بیحوالہ بہی فرمایا فقط اور باقی عبارتین کتاب حجۃ البیہ کے خفیہا منظرا یہان نہین لکہی گئین طالب مصنف کو نشان صفحہ کا لکہدیا ہے دیکہہ لے پہر مولویصاحب گہبرا کر فرمانے لگے کہ ہدایہ مین بہی یہہ لکہا ہے تب مولانا محمد شبلی صاحب نے فرمایا کہ بالفرض ہدایہ والے نے لکہا ہے لیکن کسی مجتہد اربعہ سے بہی تو سند نہین لایا ہے اور اوسکی مسلم الثبوت مولانا شاہ

ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین حال ہدایہ کا بھی اس مسئلہ مین
لکھدیا ہے اور محشی ہدایہ عینی و فتح القدیر کو بھی دیکھئے کہ کیا تحقیق کرتے
ہین کوئی قول صحیح ائمہ مجتہدین سے بھی نقل کیا ہے ہم لوگون نے تو تصحیح
نقل کتب معتبرہ سے دی فی حجۃ اللہ البالغہ ولا یخفی الی اقوال المحققون من
الحنفیین کابن الھمام فی المسئلۃ العشر فی العشر ومثلہ مسئلہ استدارا البعد
من الماء میلا فی التیمم وامثالہما ان ذلک من تخریجات الاصحاب ولیس بمذہبنا
فی الحقیقۃ وبعضہم یزعم ان بناء المذہب علی ہذہ المحاورات الجدلیۃ المذکورۃ فی
مبسوط السرخسی والہدایہ والتبیین ونحو ذلک ولا یعلم ان اول من اظہر ذلک
فیہم المعتزلۃ ولیس علیہ بناء مذہبہم ثم استطاب ذلک المتاخرون توسعا و
تشحیذ الاذہان الطالبین او لغیر ذلک واللہ اعلم انتہی تب گھبرا کے فرمانے
لگے کہ تم لوگ لامذہب وہابی ہو تب اون حضرات نے کہا کہ اذا یئس الانسان
طال لسانہ ذرا زبان کو سنبھالو یہہ کیا گفتگو ہے + ہم لوگ ناقل ہین حقیقت
مین یہہ کلمہ اون اکابر کے شان مین رجوع ہوا کہ جنکے اقوال و تصانیف
پیش کیئے گئے تب مولوی محمد ہدایت اللہ خانصاحب سب کو منبر سے
اوتار لائے اور درپے مصالحت و موافقت و اتفاق ہوئے لیکن مولوی صاحب
اپنی ہٹ دہرمی سے باز نہ آئے یہان تک کہ خود جناب مولانا صاحب ممدوح
کو حال زیادتی صاحب اطمینان القلوب کے ظاہر و معلوم ہو گئے فقط

مناسب تہا کہ بعد اس مناظرہ کے مولویصاحب اپنے قول و فعل سے رجوع
کرتے اور یہہ رجوع عند المحققین کچہہ ننگ و عار نہین ہے ماہرین پر
ظاہر ہے کہ ائمہ مجتہدین نے بہی اپنے اقوال و احوال سے رجوع کیے ہین
انکو کہ مقلد و مدعی و پیرو ہین اب کیا عار و ننگ ہے تا آن باعث انصاف
مانع ہے حاصل اس حکایت و بیان کا یہہ ہے کہ جبکی قوی دلیل انکی
مخالفت تہی سو وہ اسطرح سست و مردود ہوئی خصوصاً بہت بہت
کملاء عصر و فضلاء دہر جامع العلوم والفضایل مرجع الفواضل اس بات کے
شاہد ہین کہ یہی ایضاح الحق الصریح خاص تصنیف مولانا محمد اسمعیل مرحوم
شہید کے ہے مثل حضرت مولانا حافظ الحدیث والقرآن جناب حافظ
مولوی احمد علیصاحب سہارنفوری دام فیضہ اور جناب مولوی حافظ محمد حفیظ اللہ
خانصاحب دہلوی و جناب مولانا شیخ محمد صاحب پہلی شہری اور مولانا
امام الموحدین نائب الرسول الثقلین جناب سید خواجہ احمد صاحب اور جناب
مولوی محمد شریف صاحب و جناب مولوی محمد فیض اللہ صاحب حکیم مولوی محمد
عبد اللہ صاحب متوطن مئو و مولوی الہی بخش صاحب ساکن گوپا گنج و جناب
مفتی مولانا محمد سعد اللہ صاحب مفتی رامپور و جناب حکیم مشتاق احمد صاحب
و حافظ امام الدین صاحب مغفور مدرس مدرسہ جامع مسجد جونپور و مولوی عبد العزیز
صاحب مدرس بنارس و مولانا محمد بشیر الدین صاحب قنوجی و مفتی صدر الدین صاحب

دہلوی ان حضرات کے تحریر مثبت و خطوط دستخطی خاص اس بارہ میں میرے
پاس موجود ہیں اور تحریرات جناب مولانا سخاوت علی صاحب علیہ الرحمۃ اور
تالیفات اکثر اکابر سے ثابت ہے کہ یہہ کتاب خاص مولانا شہید مرحوم
کی تصنیف سے ہے اور جناب مولانا سند المعاصرین جناب مولوی جعفر علی
صاحب داماد جناب مولانا محمد علی صاحب خلیفہ ارشد جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ
اور جناب عمدۃ الکاملین زبدۃ المحدثین شمس التحقیقات مولانا سراج احمد صاحب
خورجوی کہ دس برس کامل مستفید خدمت بابرکت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی کے تھے اسکے شاہد عادل ہیں چنانچہ تحریر مہری دستخطی دو ذی بزرگوار
کی ثبت قرطاس ہذا ہے **خط اول** بسم اللہ الرحمن الرحیم ؎
از احقر جعفر علی عفی عنہ بخدمت جمیع مومنین عموماً کسانیکہ بردست خلفاء
حضرت امیر المومنین سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردہ اند خصوصاً
واضح باد کہ درین ایام خبرے شنیدہ ام کدام رسالہ در قصبہ مؤ وغیرہ آمدہ است
دران مکتوب است کہ رسالہ ایضاح الحق الصریح فی احوال المیت والضریح
تصنیف مولانا محمد اسمعیل شہید برادرزادہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
قدس اللہ سرہما نیست بلکہ کدام کس تصنیف کردہ ازین خبر کمال حیرت
حاصل شد کہ حادثہ انتقال چہل سال گذشتہ واین رسالہ مولانا ممدوح در
دہلی تصنیف فرمودہ بودند ولقبیہ آنرا مولوی سلطان محمد خان تصنیف کردہ

منتضم ساختند و تمامی کتاب تقویت الایمان عربی نزد احقر که خادم دیرینه
و کفش بردار قدیم مولانا ممدوح است موجود و در دہلی و ٹونک صدہا رسالہ
موجود و ہنوز ہم عصران جناب ممدوح در قید حیات اند و ہمین مضمون
رد بدعت را مولانا ممدوح در جواب سبحان علیخان کمبوہ رافضی نوشتہ اند
نقل آنہم نزد احقر موجود لہذا بخدا سوگند خوردہ می‌نویسم کہ وقت درخواست
احقر درباب ثانی تقویت الایمان اردو فرمودند کہ رسالہ ایضاح الحق را با تقویت
الایمان منتضم باید ساخت عرض کردم آن اردو است و این فارسی است
ارشاد کردند کہ از کار و بار ضروریہ کجا فرصت است کہ در اردو تصنیف کنم و اللہ
علی ما نکتب وکیل ؛ **جعفر علی** خط ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم
از احقر جعفر علی عفی عنہ تعالی خدمت مولوی صاحب وارث المرسلین مروج
سنن خاتم النبیین مقبول بارگاہ اللہ مولانا فیض اللہ صاحب دامت برکاتہم
بعد از سلام مسنون و اشتیاق مواصلت بر ذرا فزون التماس اینکہ احوال اتباع
سنت و امحاء بدعات از ذات سامی ہموارہ فارغ صماخ احقر می‌شد و اشتیاق
دو بالا میگردید اما زیارت حاصل نشد باید دید کہ بکدام وقت مقدر است و
حال مولوی کرامت علی صاحب از سابق معلوم بود در ماہ شعبان از خط مولوی
محمد شبلی صاحب زیادہ تر منکشف شد کہ درباب قیام مخترعہ عوام در اثنای خواندن
ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشدد بسیار پیدا کردہ اند استرجاع نمودم

وگاہے رفع یدین را ہم حرام ومبطل صلوٰۃ گفتہ بودند حالانکہ در در مختار اثر از
فعل کثیر شمردہ است ازین خبر مولوی محمد حبیب صاحب مرحوم ہم بسیار ناخوش شدہ بودند
وہمچنین روبروے بندہ گفتہ بودند کہ بعد تصنیف تنویر العینین فی اثبات
رفع الیدین مولٰنا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بر مولٰنا محمد اسمٰعیل شہید
ناخوش شدہ بودند من گفتم کہ پیش من خط حافظ وارث علی صاحب موجود
است کہ بعد اصغاے رسالہ مذکورہ مولٰنا مغفور بسیار خوشنود شدہ تحسین فرمودند
کسے کہ دست از دیانت بشوید ہرچہ در دل آید بگوید ومن پانزدہ ماہ دپانزدہ
روز در خدمت مولٰنا ممدوح بودم وکتابت خطوط وبعض تصنیفات از دست
من شدہ روزے عرض کردم کہ جناب در آخر تقویۃ الایمان اردوے خود
کہ مضمون لا الٰہ الا اللہ را بآخر رسانیدہ اند وبرائے تحریر مضمون محمد رسول اللہ
وعدہ کردہ اند اینک بندہ حاضر ست تصنیف فرمایند فرمودند کہ این وقت
از کار وبار لابدی فرصت کجا ست ایضاح الحق تصنیف بندہ در آخر تقویۃ الایمان
منضم فرمایند گفتم این ہندی وآن فارسی است فرمودند فرصت از کجا آرم
آنچہ مضمون در صحت ایضاح الحق نوشتہ ام خدارا گواہ کردہ گواہی میدہم ودیگر
ما در قرآن شریف در امر دین قسم کردہ است ورسول کریم من صلی اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ بار بار فرمودہ در کار دین یاد کردہ من ہم باتباع ثقلین قسم
میکنم ودیگر آنکہ ہر کرا یارا باشد موافق کتاب اللہ وکتاب الرسول رد آن

نماید والامتثل مشهور است خرس در جنگل بوعلی سیناست مسلمانان را عمل بر قول علی است رضی الله عنه فانظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال والسلام علیکم و علی من لدیکم خصوصاً برادران سامی و مولوی عبد الله صاحب وغیره صاحبان فقط بسم الله الرحمن الرحیم مولوی صاحب عالی مراتب جامع المکارم محمد فیض الله صاحب بارک الله لنا ولکم از فقیر سراج احمد بعد از سلام مسنون باشتیاق مشحون و حصول عافیت باد و حصول مکتوب گرامی ایضاح آنکه این رسالہ ایضاح الحق و تنویر العینین تصنیف مولوی محمد اسمعیل رحمة الله علیہ است این هر دو بواسطه مولوی محمد اسحاق رحمة الله علیه بمن رسیده اند ماخذ این هر دو کتاب و سنت و مذہب صحابہ و ائمہ اربعہ بوده است و کوشش من الاختلاف فی مسئلہ خبریة و شہید مرحوم از تفہیمات الٰہیہ و حجة الله البالغة و مسوی و مصفی و دیگر رسائل حضرت شاہ ولی الله قدس سرہ و کتب علمای حنفیہ و شافعیہ استخراج این مسائل کرده اند و تحقیق نفس الامری فرموده تا تعصبا سفہا از مذاہب دور شوود و مراد حضرت این نیست که مردم لامذہب شوند و مردم بے سرمایہ اصول علوم دینیہ سوت انداز طریقہ ترجیح شوند لامذہبی و ہمچنین تعصب فی المذہب ہر دو امراض عضال اند که درین ہندوستان در امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوة پیدا شده الی الله المشتکی و این سخن دراز است بر ہمین قدر اکتفا رفت والسلام والاکرام | سراج احمد | اس خط میں ماخذ تحقیق و سند قبول

اس رسالہ کی تصریح مرقوم ہے جائے غور و انصاف ہے الملخص بمقابلہ اس تواتر
وان اکابر کے کلام ایک شخص مُدلّس جو باصفت متلون الکوالف کا کہ داخل من شذ
شذ وذا مین ہے کب پایہ اعتبار کو پہونچتا ہے سادسا بالفرض کتاب ایضاح الحق
مین جو بہ نہایت دقیق و بہ تحقیق موافق متقدمین خلاف بعض متاخرین کے بعض مسائل
مین لکہا ہے تو اس سبب سے یہہ لازم نہین آتا کہ اُنکی طرف نسبت جعلسازی و وہابیت
و فساد کی کوئی کرے امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب جامع صحیح بخاری
شریف مین جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے چند مقام مین مثل کتاب التفسیر وغیرہ
کے خصوص تفسیر آیۃ فیہما فاکہۃ ونخل ورمان مین تحقیر امام ابی حنفیہ کی کی ہے
اور حضرت غوث اعظم شیخ المشایخ شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
غنیۃ الطالبین مین نسبت مذہب مرجیہ کے بجانب جناب امام کے کی ہے
چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہے نقل عبارات مین طوالت ہے اور
امام ابو حامد غزالی نے اپنی کتاب منخول مین بشان گرامی حضرت امام صاحب
کے کیسا کلمہ سخت لکہا ہے واما ابو حنیفہ فقد قلب الشریعۃ ظہر البطن وشوش
مسلکہا وخرم نظامہا انتہی اور حافظ ضیاء مقدسی نے کتاب ذیل کامل
مین لکہا ہے لم یعجبنے حالہ کان کثیر الوقیعۃ فی الائمہ یعنے نہ اچہا معلوم
ہوا مجہکو حال ابن دحیہ کا تہا بہت بُرا کہنے والا اماموں کا اور یہہ ابو الخطاب
ابن دحیہ بڑا مستند و معتمد اس فرقہ مجوزین قیام و مولد کا ہے اور اُسکا یہہ

حال ہے ہرگاہ ان لوگون نے امام صاحب علیہ الرحمتہ کے شان مین ایسا ایسا
لکھا اور کسی نے اوسوقت سے آج تک انکو کچھہ نہ دیکھا اب بالفرض اونکی
اختلاف بین العلماء المتاخرین یک شخص خفیف الحرکات کو کب مناسب
ولایق تھا کہ زبان درازی کرے اور اگر مناسب تھا تو پہلے واجب ہے
لران بزرگوار کو کچھہ کہے یا لکھے کہ اونسے صریح گستاخی و بے ادبی امام کے
شان مین ہوئی ہے اور مخالفت کا ذکر کیا ہے فقط اور اگر یہی مخالفت
باعث تبرا و طعن و بدزبانی ہے تو کلیتہً لازم آتا ہے کہ جہان جہان جو جو شخص
مخالف کتب معتبرہ کا ہوا ہے اوسے گالی دین اور ماجور ہون اور جب مخالفت
ساتھہ حدیث صحیح غیر منسوخ کسی سے پائی جاوین تو اوسکو بحسب علو درجہ
حدیث کے زیادہ شتم و سباب مین ماخوذ کرین اگرچہ وہ کوئی ہو میر یا ما دا بیر ہو
تمام کتب دینیہ مین لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام امت سے افضل و اکرم تھے
چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بیچ آخر باب الاعتصام بالکتاب و السنتہ کے لکھا ہے
عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تومن علیہ
الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرہا
قلوبا و اعمقھا علما و اقلھا تکلفا اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ و لاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم
فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم و سیرہم فانہم
کانوا علی الہدی المستقیم رواہ رزین خلاصہ لقدر ضرورت یہہ ہے کہ اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل اس امت سے تھے اور نیک دل اور
کثیر الغور من جہت العلم و دقیق الفہم و قلیل التکلیف تھے اور کتاب
صراط المستقیم مین جو بڑی محبتہ و موافق خواہش اونکی ہے اور اوسکے
ظاہر مخالفت اضافی پر تبرا کہتے ہین اوسمین برخلاف اس حدیث
صحیح اور تمام کتب دینیہ کے بعض احاد کا بر امت کو افضل صحابہ سے
لکہا ہے چنانچہ باب دوم کی فصل اول کی ہدایت ثانیہ کے افادہ دوم
مین لکہتے ہین افادہ ۲ صفحہ ۹۶ ہر یک را از صحابہ کبار نسبت سایر امت مصطفویہ
علی صاحبہا الصلواۃ والسلام ہرچند نسبت صحابیت افضلیت ثابت است
لیکن بعضے را از احاد اکابر امت بر بعضے از احاد صحابہ در امر نشر ہدایت
و ترویج دین متین و فور مراتب قرب عند اللہ بلا شبہہ فضلیت متحقق است
الخ غرض اس سے الزام وافہام اطمینان القلوب والے کے ہے کہ اس مخالفت پر
کیون ہر آتا ہے یہان کیون نہین دہاتا اپنی منہہ سے اوبار کے دریدہ دہنی فرماتے
ورنہ ہمکو صراط المستقیم پر اعتراض سے سروکار نہین فافہم ولا تکن من الغافلین
سنا لگا یہہ کہ مولوی صاحب نے انکار کتاب سے بڑی وسعت نکالی ہے اب جو مخالف
چاہیگا اسی خواہش و فتویل شیطانی کے موافق کتب معتبرہ کا انکار کرکے
منکرات و بدعات مین پاؤن پہیلا دیگا یعنے جو چاہیگا یہہ کہا کریگا کہ فلانی کتاب
جو فلان شخص کے طرف منسوب ہے حقیقت مین اوسکی تصنیف نہین ہے

کسی ہندنے نام اوسکا لکھہ دیا ہے اسمین بڑی مہلت اوسکو ملیگی اور ایسا
نہ بحث قائم ہوجا اگریگی سبحان اللہ یہہ بہی انکی حدث واحداث سے خالی
نہین مثلاً اطمینان القلوب جو صریح تبرا وسباب المومن فسوق ہے بہری ہے اور
خلاف مریدان جناب سید احمد صاحب کی ہے اگر اوسکو کوئی کہے کہ یہہ کسی
رافضی کی ہے اس حیثیت سے کہ تقیہ وتبرا وسباب شیان سے سنے کی نہین ہے
کسی بددین نے نام مولوی کرامتعلی صاحب کا لکھہ دیا ہے تو اثبات وثبوت مین
ایک بحث طویل ونزاع عظیم برپا ہو ثانیاً فرضاً جائز ہے یہہ کہ بعد تصنیف صراط المستقیم
کے تحقیق جدید وقوی بہم پہونچی ہو مطابق اسکے ایضاح الحق کو لکہا جیسا کہ
اطمینان القلوب والا قیام مولد مین بہی حیلہ کرتا ہے کہ اب تحقیق جواز کی ملی
قیام کرتا ہون اور جب جب دین کے بات معلوم ہوویگی تب تب لوگون کو تعلیم
کرتے رہیے قولہ استحسان کے معنی لغت مین ایک چیز کا بہتر ہونا چنانچہ کہتے
ہین استحسنتہ کذا یعنے اعتقاد کیا مین نے اس چیز کو نیک اور بہتر اقول مخفی
نہ رہے کہ مصدر کی تائید وسند مین اوسیکا صیغہ ماضی جو مشتق ہے لائے ہین
مناسب یہہ تہا کہ دونو نفس معنی مین موافق ومطابق ہوتے حالانکہ یون نہین
ہے یعنے معنی مصدر کے ایک چیز کا بہتر ہونا لازمی ہے اور استحسنتہ کے معنی
اعتقاد کیا مین نے اس چیز کو نیک اور بہتر متعدی ہے پس کیا وجہ
ہوئی کہ مصدر لازم رہا اور مشتق بغیر آنی کوئی سبب تعدیہ کے متعدی ہوا البتہ

وصحیح موافق ترجمہ اونکی یا تو یہہ کہ مصدر بمعنے نیک جاننا و بہتر اعتقاد کرنا جیسا کہ
یہان مشتق سے ثابت ہے یا تو استحسن ہوتا بمعنے نیک و بہتر ہوا جیسا کہ
معنی مصدری کا مقتضی ہے خلاصہ یہہ حال لیاقت علمی کا وقوۃ ترجمہ اطمینان
القلوب والے کی اسی سے معلوم کرنا چاہیئے **قولہ** اور صراط المستقیم مین باب
دوم کی فصل دوم کی ہدایت اولی کے تیسری تمہید مین ایکسو چوہتر صفحہ مین
جسطرح کی تقلید تمام اہل اسلام مین رائج ہے اوسکو بہتر و خوب لکہا ہے۔
اقول اس مقام مین نشان ونام چہاپہ و تاریخ وسن مطبع بہی لکہنی چاہیئے
تہے ورنہ اسقدر کافی نہین ہے کما لا یخفی اور محقق کو معلوم ہوگا کہ کس
طرحکی تقلید تمام اہل اسلام مین رائج ہے یعنے بعضے عامی فقط فقہ معین
پر عمل کرتے ہین کتاب و سنت کو نہین دیکہتے بعضے آیات و احادیث
پر مسائل کو عرض کرتے ہین موافق پر عمل اور صریح صحیح غیر منسوخ کے
مخالف کو ترک کرتے ہین ایسی ہی تقلید کو بہتر لکہا چنانچہ اسیقدر پر
صراط المستقیم مین اکتفا نکیا بلکہ جب اتنے مین توہم پیدا ہوا کہ ہر حال مین اور
سبکو یہہ تقلید بہتر ہے تو اوسکے دفع کے واسطے فرمایا لیکن علم پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم را منحصر در یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ علم نبوی منتشر
در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ بعد ازان کہ کتب
مصنف شدہ جمعیت آن علوم ظاہر گشتہ پس در مسئلہ کہ حدیث صحیح و

صریح غیر منسوخ بابد التقلید ہیچ مجتہد دان تکمند الخ دیکھنا چاہیئے کہ یہان تقلید
کیا ہو ولی فقط اور کیفیت حرف لکن کے نحو میر و ہدایت النحو کی پڑھنے والے
بہی جانتے ہین کہ وہ واسطے دفع توہم کے جو جملہ سابقہ سے پیدا ہوتا ہے
قولہ صفحہ پہر اوسی رسالہ خاصہ مین لا الہ الا اللہ کے ذکر کے واسطے جو حد اور وضع اور
عدد اور ضرب کرنا اور جلسہ کی ضرورت مقرر کیا ہے اس سب بات کو بدعت
حقیقیہ لکھا ہے الخ قولہ صفحہ مسلمانون خیال کرو کہ اس وہابی نے دیدہ و دانستہ
صراط المستقیم اور قول الجمیل اور مولانا محمد اسمعیل اور حضرت سید صاحب اور شاہ ولی اللہ
قدس اسرارہم پر جھوٹ کیا ہے قولہ صفحہ اور مدارج السالکین الی رسوم طریق العارفین
جو عارف باللہ تعالے حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی کے تصنیف ہے
اوسکے پہلے باب مین جو طبرانی اور بزار وغیرہ کی روایت والے دو حدیثین
لکہا ہے سو وہ حدیثین طول ہین اور ان دونو کا خلاصہ یہہ ہے کہ شداد بن
اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم مین کوئی غریب یعنی کوئی اہل کتاب کا
ہے تب ہم لوگون نے کہا کہ نہین ہے یا رسول اللہ تب دروازہ بند کرنے
حکم دیا اور کہا کہ تم لوگ ہاتھہ اوٹہاؤ اور کہو کہ لا الہ الا اللہ پہر ہم لوگ نے
ایک ساعت یعنی ایک گھنٹے تک ہاتھہ اوٹہایا اور کہا لا الہ الا اللہ اور علی
ابن ابیطالب رضی عنہ نے جب آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین کو کیونکر

ذکر کیرون تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بند کر تو اپنی دونو آنکہیں
اور مجہسے سن لا الہ الا اللہ تین بار پہر تو اس کلمہ کو تین بار کہہ اور مین سنتا
رہون اور حضرت نے بلند آواز سے اوس کلمہ کو کہا اور کیے اپنی دونو آنکہیں
بند کیئے تہے بعد اوسکے علی نے تین بار اوسی کلمہ کو کہا اپنی دو آنکہون کو
بند کیئے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تہے انتہی یہان تک خلاصہ
مذکور تمام ہوا اس مضمون کے بعد عبد الوہاب شعرانی نے کہا کہ یہہ حدیث
صوفیہ لوگون کے سند کی اصل ہے سو پہلی حدیث مین جو شداد سے روایت
ہے لا الہ الا اللہ کے ذکر کے وضع کا یعنی ہاتہہ اوٹہاکے ذکر کرنے کا اور ذکر
کا حد یعنی گہنٹے بہر ذکر کرنے کا بیان ہے اور دوسری حدیث مین جو حضرت علی
سے روایت ہے ذکر کے وضع یعنی آنکہون کے بند کرنیکا اور عدد یعنی تین
بار کا بیان ہے انتہی اقوا ساعت کے معنی گہنٹے بہر کے کہان سے لکہا
اور ان اقوال کا جواب بچند وجوہ ہے اول یہہ کہ خلاصہ مفہوم بدعت اصلیہ
حقیقیہ نزدیک صاحب ایضاح الحق کے یہہ ہے جسکو فرماتے ہین بہ قولہ ہر عقیدہ
و مقالے وحالے دواردی و عبادتے و عادتے و معاملہ کہ محدث باشد بہ
این معنی کہ در زمان برکت نشان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نہ خود ان چیز بوجود آمدہ باشد و نہ نظیر آن و در قرون ثلثہ نہ خود ان چیز بلا نکیر
مروج گشتہ باشد و نہ نظیر ان و صاحب آن محدث آنرا از قبیل دین و عبادات فہمیدہ در

تحصیل آن سعی نماید یا مضر دران دانسته ازان اجتناب ورزد یا از ارکان و شروط و لوازم عبادتے یا معاملہ قرار دادہ بعمل آرد یا از منافات آن شمردہ ازان اجتناب ورزد انتہی آپ دیکھنا چاہیئے کہ جلاور فع اور عدد اور ضرب و جلسہ دیگر طور مقررہ پر یہہ تعریف صادق آتی ہے یا نہ بطور محدثین بروایت صحیح مرفوع ثبوت اسکا بحدیث قولی و فعلے پہونچا ئین اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی مفتاح الفتوح شرح فتوح الغیب مین بضمن شرح اس عبارت مقالہ ۳۶ کی اتقوا اللہ ولا تخالفوہ فتترکوا العمل بما جاء بہ وتخترعوا لانفسکم عملا وعبادۃ کی افادہ فرماتے ہین ازینجا معلوم میشود کہ ریاضات و مجاہدات و اعمال کہ نہ موافق شرع و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضے از طوائف درویشان کنند سود نکند بیت بزہد و درع کوش صدق و صفا + ولیکن میفزاے بر مصطفی + انتہی اور حال حدیثین مذکورین کا عنقریب بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی دوسری یہہ مولوی صاحب کی زود فہمی ہے کہ مسئلہ خامسہ کو دیکھکر معترض ہوئے حالانکہ مسئلہ ثالثہ کو ذرا بہی نہین دیکہا ورنہ ایسے سوء فہمی نہوتی کیسواسطے کہ اوس مسئلہ مین مفصل و مشرح لکہا ہے کہ یہہ امور نسبت بعض کے بدعت حقیقیہ ہے اور نسبت بعض کے بدعت حکمیہ و بہ نسبت بعض کے من قبیل بدعات نہین ہے مولوی صاحب کی مطلق العنانی ہے کہ مطلق نسمجھہ کر کے غوغا مچائے ہین مسئلہ ثالثہ اوراد و اذکار و ریاضات و خلوات و اربعینات و نوافل عبادات و تعین اوضاع

اذکار از جہر و اخفا و ضربات و اعداد و مراقبات سیرزخیہ و الزام طاعات شاقہ
ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ ہست بہ نسبت اکثر طلاب کہ آنرا اصل کمال شرعی
یا از تکملات آن میدانند اما بہ نسبت خواص کہ آنرا محض از قبیل وسائل دانستہ
در تعلیم و ترویج آن سعی میکنند پس از قبیل بدعات حکمیہ باشد آرے اخص الخواص
کہ محض بنابر ہدایت چندے از اجنبار کہ نفوس ایشان در مرتبہ قصوی از حیاد بنا
یا عصیان واقع شدہ اند اگر تعلیم امور مذکورہ کردہ باشند و ایشان را انکماش ابن بالغ
بسبب سوی دام اطاعت حق کشیدہ باشند و صرف بنابر اصلاح استعداد نا قصہ ایشان
بقدر حاجت و ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام بکار بردہ باشند و وقت
حصول مقصود آنرا ترک دادہ باشند پس ہرچند تعلیم امور مذکورہ کہ از ایشان در بعضے
احیان بہ نسبت بعضے اذہان بحسب اتفاق در غایۃ مصلحت وقت بوجود آمد بہ نسبت
ایشان از قبیل بدعات نباشد اما کلام درین مقام در اکثر اہل زمان ست کہ آنرا
مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ می شناسند انتہی خلاصہ یہہ کہ بدعت حقیقیہ
بہ نسبت اکثر ادن طلاب کے ہے کہ ادن تعنیات کو اصل کمال شرعی یا مکمل
اسکا جانتے ہین یہی عقیدہ باطل آور جو خواص کہ اوسکو محض از قسم وسیلہ کہ مقصود
بالذات نہین ہوتا ہے جانکر اوسکی تعلیم و ترویج مین کوشش کرتے ہین بہ نسبت اونکے
بدعت حکمیہ ہے آور اخص الخواص کہ محض واسطے ہدایت عاصی کے تعلیم امور مذکورہ کی
اونکو جانب اطاعت حق کے کہینچتے ہین یعنے مستقیم بکتاب و سنت کرتے ہین

ولقدر حاجت ضرورت بطور وسائل بے التزام و ترویج و اہتمام عمل مین لاتے ہین اور
کبھی بوقت حصول مقصود اوسکو ترک کرتے ہین نسبت اونکے از قسم بدعات کے نہین لیکن
کلام مقام مین نسبت اکثر اہل زمانہ کے ہے کہ اوسکو مثل شریعت مستمرہ و طریقہ مسلوکہ کے
جانتے ہین حاصل کلام یہہ کہ ان امور کو مثل شریعت کے یا شریعت سے بڑھکر جاننا
خلاف طریقہ اکابر اس خاندان کے ہے اور مثل شریعت کے اونکے ترک کو کچھہ دخل عرفان
حقیقی مین یا اوسکے فعل پر مدار نجات کا نہین چنانچہ خود صراط المستقیم مین فصل چہارم
کے بعد خاتمہ کے افادہ چہارم مین ارقام فرماتے ہین افادہ سوم صفحہ چہاپہ میرٹھہ باید دانست که
آنچه از تهذیب اخلاق بتخلیه از رذائل و تحلی بفضائل و صلاح اعمال و عبادات مفصلاً
بیان شده اینهمه برای کسب است که طالب رضاے حق تعالی باشد و بار رضاے وی
مقبولیت و عزت و امتیاز بارگاه حضرت ذو الجلال نماید و مدار نجات برین امور است
انتہی پس جسپر مدار نجات ہو اوسکو الیاجاننا تشریع من عند نفسہ ہے وہو کما تری
اسے معنی پیر و نیز بجہت عدم ثبوت کے اوسطرح بکہا والاشتق ثالث کافی ہے
جمیع اکابر مدار نجات کو مقدم جانتے ہین اور اوسی کی تعلیم اور اتباع کتاب و سنت
کی تاکید فرماتے آپنے چنانچہ صراط المستقیم مین بہی اکثر مقام مین لکہا ہے از انجملہ باب
دوم کی مقدمہ کے افادہ اول مین صفحہ ۹۹ فرماتے ہین و موانع ظہور آثار عبادت در اکثر
ناس ملابست ببدعات و تلوث برذائل اخلاق و ملکات، و عدم اعتنای باداے
عبادات در اعمال شرعیه الیشان است انتہی اور ہدایت نامہ کی افادہ اولی مین صفحہ ۲۲

فرماتے ہین از عمدہ مویدات صحبتہ ایمانی استحکام عزیمت قلبیہ است با اتباع
شریعت وکمال رغور غبت بر موافقت سنت وشدت نفرت از ملابست بدعت
وقوت اعتصام بحبل اللہ المتین یعنے اقتدا کے ظاہر وباطن بکتاب مبین وسنت
رسول امین وکمر ہمت رابرضا ے حضرت حق جیست لبستن واعتقاد تعظیم اود
تعظیم شعایر اوعلے الاسیما شرع کہ اعظم الشعایر است درست کردن انتہی
اور فصل اول کی ہدایت اولی کے افادہ چہارم مین فرماتے ہین پس بایدکہ
مرشد کسے را گیرد کہ او ہیچے مخالف شرع شریف نبود وبر طریق مستقیم کہ اتباع
قرآن حدیث ہست نہایت راسخ القدم باشد او را از مرشد ہادی خود معتقد
نماید لیکن نہ باین طور کہ بہر حال اتباع وے منظور دارد بلکہ مقتدا ے مطلق شرع
شریف را داند و بالاصالہ متبع حکم خدا و رسول بود وآنچہ مرشد از روے شرع
شریف فرماید آنرا بدل وجان بجا آرد ومباح شرع را از امر وے لازم شمرد وآنچہ
خلاف شرع گوید ہرگز اتباع آن در آن نکند بلکہ رد نماید انتہی اور فصل اول کی
ہدایت ثانیہ کے افادہ دوم مین موجود ہے وآثار محبت واقعیہ انجذاب بدل و
جان وتال ہست در شاعت دین متین وترویج احکام شرع مبین وپیروی ہیچ
کس نکردن در امر بالمعروف ونہی عن المنکر الخ اور فصل دوسری کی ہدایت اولی
کے تمہید دوم مین لکھا ہے سلف صالح را بتوفیق ایزدی در تزکیہ نفس از رذایل
اخلاق ہمین اعمال صالحہ اسلامیہ ومصاحبت با مقتدایان خود کافی بود

وارباب خن علامات و اسباب معالجات اکثر البطور طلب تحقیق و تنقیح کردہ ہتب
ساختہ لہذا انتہی اور ہدایت اولی کی افادہ اول مین فرماتے ہین افادہ اول ہر کہ
از امرا و ملوک اہل حکومت بتوفیق ایزدی در راہ سلوک قدم نہد او را با وجود اہتمام
تمامی امور شرعیہ کہ سالکان را می باید زیادہ تر اہتمام عدالت و انصاف ضرورست انتہی
اور فصل سوم کی ہدایت اولی کے افادہ دوم مین لکھا ہے از عمدہ مخلات عبادت
عدم اہتمام با وامر و عبادات شرعیہ ست الخ اور علی ہذا القیاس بہت مقام بعض کو
ہے اور تکملہ کی تمہید مین افادہ فرماتے ہین ہر چند سلوک متعارف بوجہیکہ در
کتاب محرر شدہ اہل خذلان و بطلان را درین رسائی ملیسر نیست زیراکہ اکثر
اشغال آن ممزوج بآداب شرعیہ و تعظیم شرع شریف ہست لیکن اینجا بیان حال
نفس آن اشغال قطع نظر از مزج آداب شرعیہ است انتہی مقام انصاف ہے
کہ جسکا بیان اسجگہہ بقول مولف مزج آداب شرعیہ سے قطع نظر کی ہے یعنے
بیان اوسکا گویا یکنوع خلاف آداب شرعیہ کے ہے اوسکو اطمینان القلوب
والے ساتہہ بیان شرعیہ کے مقابلہ کرتے ہین اور محققین پر ملامت کرتے ہین
اور جانتے ہین کہ سب تعینات کا بیان موافق آداب شرعیہ کے ہے خلاصہ کہ
اکثر متقدمین بہی بعضے تعینات مشایخ کو ایسا ہے خلاف سنت کہنے والے
اس بارہ مین افعال احوال کسی صالح کا قابل التفات و توجہ نہین ہے چنانچہ غنیۃ
الطالبین مین لکھا ہے ولا تنظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی ماورد ی

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ادنہیں تصنیفات میں سے ذکر بالجہر
کہ جسکی کیفیت مفصل یہہ ہے اخرج البیہقی فی سننہ قال قیس بن عبادۃ
کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہون رفع الصوت عند ثلث
عند القتال و عند الجنازۃ و عند الذکر و قال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری شرح
صحیح البخاری قال الطبری فیہ کراہتہ رفع الصوت بالدعاء والذکر وبہ قال غایتہ
السلف من الصحابہ والتابعین انتہی و قال العینی فی عمدۃ القاری شرح
صحیح البخاری قال ابن بطال اصحاب المذاہب المتبوعہ وغیرہم متفقون
علی عدم استحباب رفع الصوت بالتکبیر والذکر حاشا ابن حزم انتہی و قال
ابن الہمام فی فتح القدیر والاصل فی الاذکار الاخفاء والجہر بہا بدعتہ انتہی
و فی برہان شرح مواہب الرحمن ان رفع الصوت بالذکر بدعتہ لمخالفتہ قولہ
تعالے واذکر ربک فی نفسک تضرعًا وخیفۃ دون الجہر من القول و قولہ
علیہ السلام خیر الذکر الخفی فیقتصر فیہ علی مورد الشرع انتہی و فی الدر المختار ان
رفع الصوت بالذکر بدعتہ فیقتصر علی مورد الشرع و فی الفتاوی البزازیتہ والجہر
بالذکر حرام انتہی جسکو اتنے لوگوں نے بدعت و مکروہ بلکہ حرام کہا اوسکو
صاحب ایضاح الحق نے اگر بدعات حقیقیہ سے گنا کیا نیا کام کیا نظر
وتحقیق وانصاف چاہیئے ورنہ بدزبانی کو بہت وسعت ہے اور اگر اطمینان
القلوب والے کہیں کہ ہم ان تصنیفات میں متبعیت مشایخ کی کرتے ہیں

اور وہ بھی سنت ہے اگرچہ ظاہر شرع مین نہو جیسا کہ اونکی تحریر و تقریر سے
بہی ثابت ہوتا ہے تو یہہ امر نہایت قبیح و مخالف شرع کے ہے ہرگز قابل
قبول و تمسک نہین ہے جیسا کہ تفسیر مظہری مین لکہا ہے ولا یجوز لاحد ان
یقول فی امر افتی علماء الشرع علی حرمتہ وکراہتہ ان مشایخ الصوفیۃ سنوا الذالک
ونحن نتبع سنتہم والصحیح ان الصوفیۃ الکرام ما فعلوا قط علی خلاف مقتضی
الشرع وانما الفساد من جہال اتباعہم انتہی اور حال دونون حدیثین مدارج
السالکین کا کہ جب بڑا بہروسا گہمنڈ صاحب اطمینان القلوب کو ہے
نزدیک محدثین ماہرین کے روشن ہے کہ یہہ کسیطرح قابل استناد و اعتبار
نہین ہے اور پورا قول عبد الوہاب شعراوی کا لکہین تو کہل جاوے اسطے
کہ اتنا لکہنا کہ یہہ حدیث صوفیہ لوگون کی سند کی اصل ہے خود دلالت کرتا ہے
اسپر کہ بیشک کچہہ عبارت اسکی اخیر کی جو مشعر بجرح ہے چہوڑ دیگی ہے ورنہ
اتنا لکہنا کچہہ مفید نتہا جیسا کہ ماہرین سیاق و سباق خوب جانتے ہین چنانچہ حضرت
مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے مفصل و تمام کتاب قول الجمیل کی
فصل پنجم مین ذکر اشغال مشائخ چشتیہ مین لکہتے ہین قالوا جاء علی الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ دلنی علی اقرب الطریق الی اللہ وافضلہا
عند اللہ واسہلہا لعبادہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک بملازمتہ
الذکر فی الخلوۃ فقال علی کرم اللہ تعالے وجہہ کیف اذکر یا رسول اللہ فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تغمض عینیک واسمع منی ثلث مرات قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا الہ الا اللہ ثلث مرات وعلی یسمع ثم قال علی کرم اللہ وجہہ لا الہ
الا اللہ ثلث مرات والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یسمع ثم لقن علی کرم اللہ وجہہ الحسن
البصری وہکذا حتے وصل الینا وہذا الحدیث انما وجدناہ عند ہولاء المشائخ وعلی
قوانین اہل الحدیث فیہ بحث طویل یعنے مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ امام الاولیا علی
مرتضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا یا رسول اللہ مجھکو وہ راہ بتائیے جو
سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہو اللہ کیطرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک
اور اوسکے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اے علی اوپر لازم کرلے ملازمت ذکر کی خلوت مین پہر علی کرم اللہ وجہہ نے
کہا کیونکر ذکر کرون یا رسول اللہ فرمایا کہ اپنی آنکہون کو بند کر اور مجہسے سن تین بار
تب آنحضرت نے تین بار فرمایا لا الہ الا اللہ اور علی مرتضی سنتے تہے پہر علی مرتضی
نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور آنحضرت اوسکو سنتے تہے پہر علی مرتضی نے پہر [illegible]
حسن بصری کو تعلیم کیا اسیطرح درجہ بدرجہ ہم تک پہونچا حضرت مولانا مصنف نے
فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہمنے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا اور اہل حدیث
کے قوانین پر تو اسمین بحث طویل ہے انتہی محققین وماہرین کاملین نے اس وجہ
سے بحث کی ہے کہ یہہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب اور بشدت منقطع ہے
اسکو اسطے کہ ملاقات حضرت حسن بصری کی علی مرتضی سے باعتبار تاریخ اور کتب اسماء [illegible]

الرجال کے ثابت نہین لیکن اتصال حدیث کا مشکل ہے اور رکاکت الفاظ مزید براں ہے اور ماہرین کاملین خوب جانتے ہین کہ صحاح ستہ اور کتب معتبرہ حدیث مین حضرت علی کو بلفظ کرم اللہ وجہہ نہین لکہا ہے پہر یہہ مخالفت بہی دلیل بین ہے کہ یہہ حدیث عند المحدثین نامعتبر ہے پس استدلال اوس سے عند المحدثین المحققین نہایت نا ملایم ہے والباقی علی ہذا القیاس یعنی یہی حال ہے حدیث اول کا اور اسکی تفصیل مقتضی الی الطویل ہے اور روایت ضعیف و عبارت ناتمام لکہنا اور قوی تمام کو چہوڑ دینا باوجود علم اوسکی محض بددیانتی و نفسانیت ہے مناسب تہا کہ وہ تمام الفاظ جرح کو بہی لکہدیتے جیسا کہ مولانا نے لکہا ہے قولہ ایضاح الحق کے مصنف نے ان دونون حدیثون کے مضمون کو بہی رد کیا ہے الخ اقول سبحان اللہ یہہ بہتان اور الزام ہے ؎ خود خراسیدن نداند صحن را گوید کہ کج ÷ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کو کچہہ نہین فرماتے کہ خاص قول جمیل تصوف کی کتاب مین اسکو رد کیا اور اسکے مقدوح و مجروح و نامقبول و غیر معتبر ہونیکا اشارہ کردیا ہے صرف زبانی دعوٰی اعتقاد ولی اللہ صاحب اور اونکی کتب کا ہے ورنہ ایسا کہین نہ لکہتے شاید کہ کبہی قول الجمیل یا اوسکی ترجمہ شفاء العلیل کو نہین دیکہا اگر دیکہتے تو ہرگز اس حدیث کو معتبر نہ لکہتے یا دیکہکر مصنف ایضاح الحق کے ضمن پر قدح خود مولانا شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ پر کرتے ہین اب غور کرنا چاہیئے کہ جعل و فساد مخالفت ساتہہ قول الجمیل اور اوسکے مصنف کے کس سے ثابت ہے یہی حال ہے اونکے تمام ہذیانات و مفترات کا لا

قولہ اور لامذہبونکا عقیدہ ایسا بگڑ گیا ہے کہ فقہ کی معتبر کتابونکی مسئلہ کے دلیل مانگتے ہین کہ یہہ مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے الی قولہ اور اسیطرح کے تقلید کو شرک اور کفر لکہا ہے تفسیر فتح العزیز مین فلا تجعلوا للہ اندادا و انتم تعلمون کی تفسیر مین اقول اولاً اگر کسی نے واسطے مزید اطمینان کے بنظر تحقیق کے بموجب کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع دلیل مانگے تو کیا بیجا کیا اور جو سند مانگتے ہین تو حدیث سے کچہہ قدیمے کہانی فضول سے نہین مانگتے ہین جو لائق طعن و تشنیع یا الزام کے ہوں ثانیاً خود یہہ حضرات ہی تو حدیث کے سند مانگتے ہین کہ اسکو کس امام نے قبول کیا ہے اور یہہ حدیث فلانے امام کی سند ہے ہمارے امام کی سند و حجۃ نہین ہے جو حدیث ہمارے امام کے موافق ہے اور جو موافق فقہ کے ہو وہی قابل حجت و سند ہے غور کرنا چاہیئے کہ کتنی بڑی بات ہے کہ اصل کو فرع اور فرع کو اصل کرکے قضیہ منعکس کر دیا ان ہذا الا ضلال مین قبولیت امام و فقہ کی حدیث شریف سے ہے نہ قبولیت حدیث نبوی کی امام و فقہ سے اسیطرح کی تقلید کو شرک و کفر لکہا ہے ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ اسیطرح کی تقلید شرک اور کفر ہے اور یہی علامت بیدینی کی ہے حقیقت مین یہہ بات لامذہبی کی نشانی ہے کہ دو جوش آید پیش تا الثا کہ یہان اس تقلید کو شرک اور کفر اسی تفسیر سے نقل کیا ہے اور صفحہ ۲۰ سطر دس و گیارہ مین اوسی کتاب سے واجب لکہا ہے

قولہ اور تفسیر فتح العزیز مین اس تقلید کو واجب لکہا ہے انتہی مولوی صاحب کے

اگر پہلا قول یاد ہوتا تو ہرگز عقد اوسکی نہ لکھتے مگر کیا کریں دروغگو را حافظہ نباشد سبب ہے اوسکے خود مولانا کی تحسین مطابق ان دونوں قولونکے اختلاف و تضاد واقع ہے یہان بھی مولوی جب کو وہی امر پیش آیا اب کیا کرینگے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جناب امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے قول کے ماخذ کو دریافت کر لو اور ایسا ہی سب مجتہدوں سے منقول ہے پس اگر کسی نے سند مانگی تو عین اتباع امام صاحب کی کیا بلکہ سند و دلیل نہ مانگنے والا ان ایمہ سے منحرف ہو کر لا مذہب ہو گیا **قولہ** اور اوسی مسئلہ خامسہ میں لکھا ہے کہ رواج دنیا مسائل قیاسیہ اور تفقہ کا الخ **اقول** یہہ غور کا مقام ہے اور کئی بات دیکھنی چاہیے اول یہہ کہ کشف عند الشرع کچھہ حجت اور قابل اعتبار نہیں ہے چنانچہ کتب فن میں مصرح اور مشرح ہے نقل عبارات میں طوالت ہے لیکن جو حجت معتبر نہو اوسکو بطور حجج و معتبرات دینیہ و شرعیہ رواج دنیا اور اوس سے استدلال کرنا بدعت کیا بہت بڑا ہے دوم یہہ کہ اگر کشف حجت ہوتا تو کوئی امام یا مقلدین متقدمین سے تعدد حجج میں معدود و منقول یا کوئی کشفی مسئلہ مسائل ارکان اربع سے منقول و معمول ہوتا و من ادعی فعلیہ البیان اور جو خاتمہ صراط المستقیم میں حال مکاشفہ حضرت سید صاحب علیہ رحمتہ کا لکھا ہے وہ بیان اونکے ایک حال و مقام کا ہے ہم معتقدین اونکے نزدیک بے شک وہ صحیح و درست ہے اوسکا ذکر اس مقام میں بے موقع دجل و فریب ہے کما مر اور مسئلہ خامسہ میں جو مسائل قیاسیہ کو

بدعت لکہا ہے سو مراد مسائل قیاسیہ سے وہ مسائل ہین جن مین متاخرین نے ایک
چیز کو نظیر دوسرے کا بسبب کمال مشابہت کے قرار دیکر حکم اصل کا اوسپر جاری کیا حالانکہ وہ
فی الحقیقت وہ چیز اول دوسری چیز کے نظیر نہین بسبب عدم مشارکت کے علت حکم
مین پس اجرا حکم کا اوس چیز پر فی الحقیقت محدثات کے قبیل سے ہے اگرچہ وہ
لوگ اوسکو از قبیل سنت کلیہ جانے ایسے ہی ہین تخریجات متاخرین فقہا کے
مثل تجدید آپ کثیر کے دہ دردہ مین بنا بر قیاس فرزمین متعلقہ چاہ پر حالانکہ حقیقۃ
مین دہ دردہ نظیر زمین متعلقہ چاہ نہین ہے بسبب عدم مشارکت علت حکم مین
اسلیئے کہ زمین متعلقہ چاہ محدود نہین کہین کم کہین زیادہ اور اوسکا حکم منصوص و
ماثور قطعی ہے بخلاف دہ دردہ کے باقی تفصیل مین دقت وطوالت ہے پس
یہہ قیاس صحیح نہین ہے لہذا محققین نے اوسکو من قبیل بدعات لکہا ہے اور
باقی حال اوسکے عدم ثبوت کا اقوال ائمہ مجتہدین کے پہلے اسکے ہم لکہہ چکے ہین
من شاء فلینظر ولیحفظ اور ایسا ہے منقول ہے اکثر معتبر کتابون مین قال الاتقانی
فی شرح الطحاوی ثم حد الفاصل بین القلیل والکثیر عند اصحابنا ہو الخلوص وہو ان
یخلص بعضہ من جانب ولم یفسر الخلوص فی روایۃ الاصول وسئل محمد عن حد
الخلوص فقال مقدار مسجدی فقدروہ فوجدوہ ثمانیۃ وبہ اخذ محمد بن سلمۃ
قال بعضہم مسحوا مسجد محمد وکان داخلہ ثمانا وخارجہ عشرا فی عشر ثم رجع الی قول
ابی حنیفۃ وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی قال فی معراج الدرایۃ الصحیح عن ابی حنیفۃ

انہ لم یقدر فی ذلک بشئ وانما ہو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ
من طرف الی طرف وہذا اقرب الی التحقیق لان المعتبر عدم وصول النجاسۃ
وغلبۃ الظن فی ذلک مجری الیقین فی وجوب العمل کما اذا اخبر واحد بنجاسۃ
الماء وجب العمل لقولہ وذلک تختلف بحسب اجتہاد الرای وظنہ ہکذا فی جمع الجوامع والمجتبیٰ
وقال فی الینابیع قال ابو حنیفہ الغدیر المعظم ہو الذی لا یخلص بعضہ الی بعضہ ولم
یقدرہ فی ظاہر الروایۃ وفوضہ الی رای المبتلی بہ وہو الصحیح وبہ اخذ الکرخی انتہی
قال فی الاشباہ والنظائر ومنہا حد الماء الکثیر الملحق بالجاری الاصح تفویضہ الی
رای المبتلی بہ لا التقدیر بشئ من العشر فی العشر ونحوہ انتہی قال بحر العلوم فی
الارکان الاربع ثم اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم ففی ظاہر الروایۃ
عن الامام ابی حنیفہ عدم التقدیر وحمل التفویض الی رای المبتلی بہ کما ہو دابہ الشریف
فی امثال ہذا فان غلب علی الظن انہ لا یقبل النجاسۃ توضأ والا لا وفی الروایات
الاخر یعتبر التحریک وقدرہ المتاخرون بمساحۃ انتہی اور ایسا ہی حال ہے
اکثر قیاسات متاخرین کا مثل حکم باستحباب تکلم بالفاظ وارادہ نیت درباب
عبادات بنا بر قیاس بر تکلم الفاظ عقود درباب معاملات ومثل حکم وجوب
تقلید یک مجتہد معین از مجتہدین سابقین وحکم بالتزام بیعت با یک
شیخ معین از شیوخ طریقت بنا بر قیاس بر اطاعت امام وقت والزام
بیعت ومثل حکم بجواز بوسہ قبر بنا بر قیاس بوسہ میت کہ حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے بنسبت عثمان بن مظعون شہید کے و جناب صدیق اکبر سے بہ
نسبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت و منقول ہے و مثل حکم جواز
یہہ عبادت واسطے اموات کے بنا بر قیاس بر نیابت واسطے زندونکے بخلاف
مسئلہ نیابت عن المیت کہ وہ عبادات مالیہ مین مثل حج کے مسلم ہے اور عبادات
بدنیہ مین مختلف فیہ اور مثل حکم بمنسوخیہ احادیث دالہ بر حرمت مزامیر بنا بر قیاس
منسوخیہ حرمت استعمال ظروف خمر و امثال اوسکے تخریجات غیر محصورہ کہ منقول
متاخرین فقہا و صوفیہ سے ہین اور اکثر اتباع اونکی ان تخریجات محدثہ کو احکام
مستقلہ شریعت جانتے ہین حالانکہ وہ سب ہرگز شریعت ایمانیہ و طریقہ احسانیہ
مین داخل نہین ہین اسی جہت سے من قبیل بدعات ہین وگرنہ مسایل قیاسیہ
متقدمین مجتہدین بر قبیل سنت حکمیہ ہے ہرگز بدعت نہین چنانچہ صاحب ایضاح الحق
مسئلہ ثانیہ کے فایدہ ثالثہ کے شرط ثانی مین افادہ فرماتے ہین بالجملہ مسائل مستنبطہ
مجتہدین سابقین کہ مسلم الاجتہاد اند بقیاسات صحیحہ بیشک از قبیل سنت
حکمیہ است انتہی اور ایسا ہے قول فیصل محقق فائدہ ثالثہ کے مسئلہ ثانیہ مین
افادہ فرماتے ہین مسئلہ ثانیہ احکام مستنبطہ مجتہدین سابقین خواہ باینوجہہ باشد
کہ فلان امر واجب است یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام یا باین وجہہ باشد
کہ فلان رکن فلان امر است یا شرط او سببیات کلیہ او یا سنت او یا لازم او یا اثر
او یا ثمرہ او یا منافی او یا عوض او و امثال آن و مراد از امر اعم است از انکہ از

جنس عقاید عقلیه باشد یا امور قلبیه یا افعال جوارح از عبادات یا عادات یا از معاملات
همه از قبیل سنته حکمیه است هرگز در قسمے از اقسام بدعت داخل نیست چه حکم مذکور از قبیل
محدثات اصلاحیت چه جائیکه از بدعات باشد انتهی ظاہر اً یہہ قول خود مسئلہ خامسہ کے
خلاف ہے مگر اہل تمیز و تدبیر کے نزدیک ایک تو دونون مین فرق قیود و حیثیات ہے
دوسرے اسپر تفسیر بعضہ بعضاً صادق ہے لیس مسئلہ خامسہ مین کسیطرح زیادتی نہین
ہے مگر غور کامل و فہم و مطالعہ تمام کتاب و انصاف چاہیئے ورنہ بے دیکھے بے سمجھے
بے سوچے بے سمجھے جسکے جی مین جو کچھہ آوے لکھے یا کہے مختار ہے اذا لم
تستحی فاصنع ما شئت بیت نزن بے تامل بگفتار دم ✤ نکو گوے گر دیر گوئی چہ غم ✤
قوله اب اگر کوئی شخص کہین مرشدین کی اویگا تو جب تک ایضاح الحق کے باطل
ہونیکا اقرار نکریگا تب تک حضرت مرشد کے طریقہ مین اوس سے بیعت کرنا الخ
کہیں ٹھہریگا **اقول** یہہ نئی شرط بیعت و طریقہ جدید یا دریہہ ایک نیا حکم
تعصب ہے جب تک کہ اطمینان القلوب والے خود اپنے اس عقیدہ باطلہ سے
توبہ نکرینگے ہرگز ہرگز مرید کرنے کے لائق بلکہ خود حضرت سید صاحب کے طریقہ مین
نہ شمار کیئے جاوینگے بہلا اقرار بطلان ایضاح الحق سے جو تمام و کمال کتاب
دقیق المضمون و تحقیق مشحون ہے بیعت مین کیا واسطہ ہے بیت
روشن ہی کیا جو تو نے اندہیر ✤ پہیرا اپنی سمجھہ کا ہے پہیر ✤ **قوله**
اور جناب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے جو اپنے ایک مکتوب

مین لکہا ہے کہ مین عمل مولود خود کرتا ہون تو ظاہر ہے کہ اگر میرے نزدیک درست
نہوتا تو مین کیون کرتا سو وہ رسالہ ہمنے طلب کیا ہے اوسکے آنے سے
ہم خبر کرینگے **اقول** مقصود اصلی و مراد خاص اس سے اثبات قیام یا
ثبوت مجلس بہیأت مخصوصہ مروجہ ہے پہر تقدیر یہہ قول سراسر غلط و
مغالطہ و جعل و فریب ہے اس وجہ سے کہ اولاً لکہتے ہین کہ اپنی یک
مکتوب مین لکہا ہے اور پہر یہہ لکہتے ہین کہ سو وہ رسالہ ہمنے طلب کیا ہے
حالانکہ مکتوب عرفاً بمعنے خط کہ جسے ہندی مین چہٹی کہتے ہین مستعمل ہے
اور رسالہ بمعنی کتاب مختصر پس صریح غلطی ہے ایک تحریر کو کہین خط اور کہین
کتاب لکہنا اور مغالطہ یون ہے کہ بالفرض کوئی جعلی خط کہین کسیکے پاس
ہو بہی تو بمقابلہ کتاب کے کچہہ اعتبار نہین رکہتا پس تنہے محمل کو ایسا لکہنا
کہ لوگ اوسکو صحیح باور و یقین کر کے بہک جاوین یہہ سراسر مغالطہ ہے یا رسالہ
سے مراد معنی لغوی خط ہے تو بہی اس محل مین خالی از مغالطہ نہین ہے یا مراد
کتاب ہے تو اوسکا نام و سبب تالیف و زبان کتاب و نشان باب و فصل و تعین مبحث
و مقام ارقام کرین اور جعلی و فریب اس جہت سے ہے کہ یہہ نہین لکہتے ہین کہ
مکتوب اسمی فلان شخص محررہ فلان روز و تاریخ و ماہ و سال بابت فلان شخص
کے منمقام فلان طلب کیا ہے یعنے نام و نشان مکتوب الیہ و نام روز و ماہ و سن
و تاریخ تحریر و نشان نام مقام اوسکے طلب کا اور ذریعہ طلب مفصل لکہتے اسقدر

مجمل این لفظ لکہدیا کہ لوگونکی عقیدہ مین خلل پڑجاویگا اور سررشتہ فتنہ برپا ہو رہی جبتک کوئی
مانع و ناقض صحیح کا تتبع بنا دروغ و جعل کی مہلت ٹھہری ہے خط جعلی بناکر مشتہر کردیا جائیگا
وضعیف العقاید کو مطابق اس اخبار سراپا وسوسہ و انتشار کی ایک سند ہاتھہ لگجاویگی بہانتک
جبتک اوس خط کا شاہد و مثبت کوئی تصنیف معتبر و یا علماء ثقات معتمدین سے بطور تواتر صحت
و استناد کے نہو ہرگز قول کسی موسوس کا نمانا چاہیئے کسواسطے کہ اسمین مخالفت صریح حکم
ملیطرح ہے اعتباری کتاب تحفہ اثنا عشریہ کی اور تہمت عمل بدعت کی جانب مولانا علیہ الرحمۃ کے
ہے اور تحفہ متواتر باتفاق شیعہ و سنی کی از تصانیف حجۃ اللہ علی العالمین مولانا شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی قدس سرہ کی ہے کوئی جاہل و عالم اسکا آجتک منکر نہوا اور تحفہ مین صاف ایسی عمل کے منع
و مذمت ہی بہ مقابلہ کتاب متواتر نصی کے کب کوئی عاقل دوسری تحریر مشکوک و مخالف کو اعتبار کریگا
تحفہ مین باب دہم کی فصل دل مین لکہا ہے نوع پانزدہم امثال متجددہ یک خبر لغیبہ دانستن
واین وہم خیلے بر ضعیف العقلان غلبہ دارد چنانچہ آب دریا و شعلہ چراغ و آب فوارہ را اکثر اشخاص
یک آب و یک شعلہ خیال کنند و اکثر شیعہ در عادات خود منہمک این خیال اند مثلاً روز عاشورا
ہر سال کہ بیاید آنرا روز شہادت حضرت امام حسین گمان برند و احکام ماتم و نوحہ و شیون و گریہ و
زاری و فغان و بیقراری آغاز نہند مثل زنان کہ ہر سال میت خود این عمل نمایند حالانکہ
عقل بالبداہتہ میداند کہ زمان امر سیال غیر قار است ہرگز جزو او ثبات و قرار ندارد و اعادۂ
معدوم محال و شہادت حضرت امام در روزی شدہ بود کہ این روز را آنروز فاصلہ ہزار و دو صد
سال دارد این روز را آنروز چہ اتحاد و کدام مناسبت در روز عید الفطر و عید النحر این قسم

نباید کرد کہ دراینجا بایہ سرور و شادی سال بسال متجدد است یعنی ادا کردن روزہ رمضان و ادا
حج خانہ کعبہ شکر للنعمۃ المتجددۃ سال بسال فرحت و سرور نو پیدا میشود و لہذا اعتقاد شرائع
برین وہم فاسد نیامدہ بلکہ اکثر عقلا سرور و مہرجان امثال این تجددات و تغیرات
آسمانی را عید گرفتہ اند کہ ہر سال چیزے نو پیدا میشود و موجب تجدد احکام میباشند و علی ہذا القیاس
لعیدیہ عید یا شجاع الدین و لعیدیہ عید غدیر و امثال ذلک مبنی برہمین وہم فاسد است
ازینجا معلوم شد کہ روز نزول آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم و روز نزول وحی و شب معراج را
چرا در شرع عید قرار نداده اند و عید الفطر و عید النحر را قرار داده اند و روز تولد و وفات
ہیچ نبی را عید نگردانیدند و چرا صوم عاشورا کہ سال اول بموافقت یہود آنحضرت صلعم بجا
آوردہ بودند منسوخ شد و اینہمہ ہمین سر است کہ وہم را دخلے نباشد بدون تجدد نعمت
حقیقت سرور و فرحت نمودن یا غم و ماتم کردن خلاف عقل خالص از شوائب وہم است انتہی
ہرگاہ مولانا شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں ایسا لکھا ہے تو خود انصاف
کرنا چاہیے کہ اب کون جعلیا و مفسد دجہ ٹھہا و دغاباز ٹھہرا بزرگان دین کو متہم
بہ بدعت اور بدنام کرنا نہایت برا ہے اس جعل و فساد میں اگر طرح تحفہ اثنا عشریہ کی
بیتوقیری جو لیے اعتباری ہے یا اطمینان القلوب والے کی غرض انہی رفض ولی سے کے
ظاہر کرنی کی ہے کہ سب اس سے وہم اور شک میں پڑکر اوس کتاب معتمد سے نا معتقد ہو جاویں
ظاہر اوس سے صراحتًا اوس کتاب کا رد کرنا نہو سکا تو ایسے ہی ڈھب سے اوسپر چوٹ اور
اوسکی تردید کی ہے اسکی جزا اطمینان القلوب والے کو دونوں جہان میں ملے

بیت عزیز من جواب است این نہ جنگ است ✤ کلوخ انداز را پاداش سنگ است

الوزر علی البادی اور اگر اس سے مقصود قیام ہے تو بڑا ثبوت جعل کا یہہ ہے کہ مولانا محمد یعقوب

صاحب برادر خورد مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے بعض مکاتیب مین ارقام فرمایا ہے

ہین کہ یہہ امر جناب مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کے وقت مین نہ تہا اور نہ کسی نے اس بارہ مین برادر نے

استفسار کیا ہرگاہ وجود اس امر کا انکے زمانہ مین ثابت نہین اور نہ کسیکو اس بارہ مین کچہہ لکہا تو جواز اور سب

مکتوب مصنوعی کا محض جعل ہی اور خط مولانا محمد یعقوب علیہ الرحمۃ مرقومہ دوم محرم سنہ ۱۲ ہجری کا جو مقام

مکہ معظمہ سے تاریخ ۷ ربیع الاول روز پنجشنبہ وقت شب رسیدہ کو بنام جناب فیضمآب مولوی حاجی محمد

فیض اللہ صاحب متوطن موسوم فیضیہ بالنقل اوسکی واسطے آگاہی احباب سند طلاب کے یہان لکہی جاتی

ہے اور اصل خط دستخطی ومہری پاس مکتوب علیہ کے موجود ہے جو چاہے دیکہہ لے اور تحقیق کر لے

مولوی صاحب عالی مراتب دام لا اشتاقنا بلقائکم اللہ تعالیٰ از محمد یعقوب بعد سلام واضح باد الحمد للہ در اینجا بہمہ وجوہ خیریت

و خیر و عافیت حضرت جمیع لواحقان مدام علیت سند خط آنصاحب رسید و بمضامین آن بوجہ خود آگاہی بخشید و در مقدمہ

عدم قیام محفل مولد شریف کہ ارقام فرمودہ اند برادرم مولانا محمد اسحاق صاحب این عمل ہیچ بدعت بودہ و فرمودہ کہ در

شیشہ می نوشتہ کہ این بحث بدعت محض است لا اصل چنانچہ در سیرت شامی موجود است ہر کہ خواہد ببیند و در وقت حیات

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب این رسم گاہے بظہور نیامدہ و نہ کسے استفسار نمودہ غرض کہ تا وقت مجتہدین این

عمل جاری نشدہ بود از ین اجتناب بہتر است زیادہ والسلام محررہ دوم محرم سنہ ۱۲ ہجری

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب ہذا بتاریخ بست ۲۱ یکم ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء حلیہ طبع پوشید

تمت ۱۲ ۸۹ ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فیقول العبد الاحوج الی اللہ الصمد الباری محمد القاضی فوری حفظ اللہ عن الشر المعنوی والصوری ان ہذا التعلیق مخصص علی الرسالۃ المسماۃ بالملخص التی الفہا الشیخ المشہور فضل الحق الفور الموی کرامتعلی ابقاہ اللہ فی ما ینبغی قولہ ولا بد للتعارض من المساواۃ کما فی نور الانوار فلا یوجد شرط التعارض فی باب المولد والقیام الخ اقول ہذا غیر مسلم ولو سلم عدم المساواۃ بین کونہما سنۃ او مستحبا او بدعۃ فلا یخلو عن ان یکون الجانب الاخر راجحا اولا فرجحان کونہما سنۃ باطل بالاتفاق لانہما لیسا من السنن ورجحان الاستحباب غیر ثابت اما ترجیح بدعتہما الذی ہو محقق فلا یفید المجیب المریب کما لا یخفی قولہ ومن توارث اہالی بلاد الاسلام لا سیما من توارث اہل الحرمین الشریفین وہو معتمد یوجب العمل وہو من اقوی الدلائل الخ اقول ان ہذا لیس بمتوارث شرعی لانہ من المحدثات وان سلم فیجیب بالقول وہو معتمد ما یوجب العمل فلم یکن مستحبا ہذا خلف لانہ کان ادعی استحبابہ فتدبر قولہ ومن قول ابی زرعۃ وہو مجتہد لان اخذ قولہ صاحب المواہب اقول فیہ ما فیہ الاول ان الفعل الماضی لا یدخل علیہ الحروف العاملۃ فقد خالف فیہ ایضا فینبغی لہ ان یقول لانہ اخذ قولہ والثانی ان اخذ صاحب المواہب لا یستلزم کونہ مجتہدا مصیبا مقبول الاقوال بالتعمیم قولہ واما استحباب ہذا القیام فثابت بالتصریح والتخصیص الخ قولہ ومن توارث اہالی بلاد الاسلام لا سیما من توارث اہل الحرمین الشریفین وہو معتمد یوجب العمل کما عرفت انفا اقول تقدم تحقیقہ

وترتیب الوجوب المعتمد قبیل ہذا فتذکر قولہ واما ہذا القیام وہو قیام التعظیم فمن
فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفاطمۃ رضی اللہ عنہا ثابت بالمداومۃ الخ اقول ہذا
خلاف الروایۃ والدرایۃ اما الاول فلان ہذہ الروایۃ منسوخۃ بما فی باب الدعاء عن
علی ان فاطمۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکو الیہ ما تلقی فی یدہا من اثر الرحی وبلغہا
انہ جاءہ رقیق فلم تصادفہ فذکرت ذلک لعائشۃ فلما جاء اخبرتہ عائشۃ قال فجاءنا وقد
اخذنا مضاجعہا فذہبنا نقوم فقال علی مکانکما فجاء فقعد بینی وبینہا حتی وجدت
برد قدمہ علی بطنی الخ وبما فی باب القیام عن انس قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وعن
ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا
کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا رواہ ابوداؤد وقال القاضی فی الشفاء روی
الترمذی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من
المہاجرین والانصار وہم جلوس فیہم ابوبکر وعمر الخ فما ثبت القیام لبعض الصحابۃ بل
ایضا قط فضلا عن المداومۃ واما خلاف الدرایۃ فلان فاطمۃ رضی اللہ عنہا ما کانت
لہا فضیلۃ علی سیدنا علیہ السلام ولا عظمۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ من الوجوہ حتی
یعظمہا صلی اللہ علیہ وسلم ویکون ہذا القیام قیام التعظیم کما زعمہ المجیب المریب انما کان
صلی اللہ علیہ وسلم یودہا ویحبہا اشد حبا من الناس والعجب فمن حملہ علی التعظیم ولیس ہذا
الا من جہل معنی التعظیم علی انہ کان فی حیاتہما وانت عنہما القیام عند الحکایۃ فلا

لا باس علیه ولعله کان من خصائصه لتهیئة التبری عنه لقوله لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضهم بعضا **قوله** اما منعهما فما ثبت الی الآن من کتاب من کتب اهل السنة الخ
اقول هذا الشعر حق الاشعار وینادی باعلی ندائه علی جهله لان الامر الاول تخفیفه مرویات قد اختلف فیه ومنع الامر الثانی ثابت من الفقه الحنیفیة ایضا فضلا عن الحدیث کشفنا فی حاشیة الهدایة والچلپی حاشیة شرح الوقایة کما هو مبسوط فی قلب الاطمینان **قوله** بل نعتقدهما مستحبا **اقول** لا یکفی اعتقاد الواحد فی کونهما مستحبا لم یصدق التعریف المستحب علیهما وهو کما تری فتدبر **قوله** وبای دلیل نترک قول صاحب المواهب اللدنیة الخ **اقول** اترک القول بدلیل ما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا واذا ترکت الاحادیث الصحاح والاهی فلا باس لک بترک اقوال صاحب الدارج والمواهب فی مسئلة مختلفة فیها **قوله** بای ضرورة نترک قول ابن الجزری وجلال الدین السیوطی الخ **اقول** خذما صفا ودع ما کدر لضرورة اتباع الله ورسوله صلی الله علیه وسلم واقتداء الصحابة والائمة رضی الله عنهم ثم اخذ القول فی حکم اية مسئلة لوجه لا یستلزم التسلیم والاخذ فی جمیع العلوم والمسائل ثم لا یخفی علی اهل هذه الکلمة ان البعض تقبل فی علم ومسئلة وتنکر وترد ولا تسلم فی اخری الا تری ان المفتی یخطی فی مسئلة ویصیب فی اخری وعلی العکس علی انه لا یجب العمل علی قول قایل الا اذا وافق الکتاب والسنة وکان اهلا له **قوله** هذا القیام معتاد ومتوارث فی قراءة قصة المولد عند ذکر وضعه یعنی قدومه علیه السلام **اقول** معنی القیام المعتاد انه من

قبیل امورات العادة التی لا مدخل لها فی الثواب والعقاب وهو التوارث المحدث بعد المائة
السادسة فلا یلتفت الیه وکیف یکون ذکر الوضع الذی وقع فی ما مر اکثر من الف وثلاث
مائة وستین قدوم الموضع الآن **قوله** کانه قدم فی هذا الوقت الخ **اقول** هذا مع انه لم ینقل عمن
فاسد وکذب صریح ویستلزم لکثیر من سوء الادب استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه **قوله**
ولذا القیام عند ذکر غیر هذه الهیئة **اقول** هذا مستخیف جدا وتخصیص بلا مخصص وترجیح بلا
مرجح صحیح معتمد کما لا یخفی علی من له قلب او القی السمع وهو شهید **قوله** بدعة حسنة بل
فی الحقیقة سنة **اقول** هذا القول الماخر قوله فعل الخلفاء مع انه غیر مسلم فی نفسه باطل لان
افعال الصحابة رضی الله عنهم لیست ببدعة حسنة او خبر ان القول هذا القیام فکیف یکون سنة فی التحقیق
مع انه اقر بکونه بدعة حسنة **قوله** انا نبالغ فی تعظیمه اه **اقول** تعظیمه واجب علی المؤمنین
لکن هذا لیس من تعظیمه لان هذا المروج لا یخلو عن المبالغة فی المدح وهو ممنوع عنه لقوله لا تطرونی
کما اطرت النصاری **قوله** قد رایت العرب یعطون قاری المولد ویاتونه بما تیسر من الدراهم
والدنانیر فیعجبنی ذلک **اقول** نعم اجر الصادقین هذا البعثة علی اجراء البدعات واخفاء
طریقة الاولی فبهذا اشاعت البدعات فذل من طمع وعز من قنع **قوله** لانه یشعر بمحبته
صلی الله علیه وسلم **اقول** الاتیان بالدراهم والدنانیر وما تیسر لا یشعر بمحبته صلی الله
علیه وسلم لان کثیرا ما یعطون القصاص والمغنین ما تیسر لهم ولا یحضرون الی الریاء بالنفس
ونشق الثمرة انما محبته صلی الله علیه وسلم اطاعته کما قال الله تعالی قل ان کنتم تحبون الله
فاتبعونی یحببکم الله قال بعضهم محبة الرسول علیه السلام اعتقاد نصرته والذب عن

سنة والاقتداء لها وبغضه مخالفته وقال بعضهم المحبة مواطاة القلب لمراد الرب يحب ما يحب ويكره ما يكره كذا في الشفاء للقاضي عياض رح قوله فهو بدعة حسنة وتسمى فاعله اهل السنة اقول ما هو بدعة حسنة كيف يكون فاعله اهل السنة هذا هو نوع التشحير وحصد الحنظل قوله فاعلم ان هذا المولد الشريف لم يحدث منه ضرر ولا حرج في المسلمين بل هو خير وفيه عميم النفع اقول اذا كان هذا عنده فلا باس عنده بما فعله العوام في احوالهم وزعمهم ولعبد دفن الموتى الى العام من الناحية واجتماع الناس وتلاوة القرآن وتقسيم الطعام ونحوه جواز الاجزاء منفرد الايجوز الكل الا تعلم ان القراءة في الركوع غير جائز مع ان القراءة جائز والركوع جائز ومجموعهما ممنوع اخرج مسلم عن علي قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس القسي والمعصفر وعن تختم الذهب وعن قراءة القرآن في الركوع فعلى العاملين اثبات الكل بهيئته الكذائية بالنص الصريح الجلي قوله انهما يهيجان محبته صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب الفاعل انتهى اقول لو كان كذا لامرت الائمة بهما ولفعلت الصحابة ومن بعدهم فقد امروا امرا صريحا بمحبته وتعظيمه ومنعوا عن القيام الذي يجعله القائل مهيج المحبة وتعظيمه فظهر ما نقلنا معنى المحبة ان هذا ليس بمحبة صلى الله عليه وسلم بل المحبة اطاعته والذب عن السنة الى ما قال قاضي عياض في الشفاء فتذكر قوله ومن المعلوم ان الخواص والعوام يعرفون بان المولود والقيام تعظيم له صلى الله عليه وسلم اقول ان هذا التعميم اما تعصب او تحكم او جهل ان تحقيق العلماء الكاملين والعاملين فدعوى التعميم باطل ليس له دليل معتمد وكيف يكون الامر المحدث الممنوع تعظيما للمانع كما لا يخفى على الماهرين المنصفين

قولہ قال صاحب روح البیان ومن تعظیمه عمل المولد اذ لم یکن فیه منکر انتہی اقول
ہذا احادث امر مختلف فیہ لانہ لم یصرح بہذا احد من الصحابۃ والتابعین والائمۃ
المجتہدین ولم ینقل عنہم مع انہم کانوا یعظمونہ اشد تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم مع
ہذا القیام الممنوع الذی کان یکرہہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ امر منکر وتصریح کراہتہ
صلی اللہ علیہ وسلم مذکور فی الاحادیث قد ذکرناہا من شاء فلیرجع الیہ ولیذکر
قولہ واما عادتہم انہ لا یختم القاری القصۃ السابقۃ فیجیب المجیبون علی راس القصۃ
الاتیۃ فتنۃ الخ اقول ہذا قیاس مع الفارق علی انہ لا یثبت التکرار فی جواب الزجر انما
اجابوا مرۃ لضرورۃ الوقت وعلی طریقۃ الشجاع من غیر غناء وہذا الجواب یجاب
بمرات ومرارا بعنوان الغناء وقواعدہ فلا یقاس علی جواب الزجر مطلقا لانہ لو جاز
الجواب علی الاطلاق لجاز جواب المراثی الذی یجری علی السنۃ الروافض فی محرم
کما فی زماننا وایضا جاز الجواب فی الغناء مطلقا وہو کما تری قولہ اقوی دلیل استحباب
المولد والقیام توارث المسلمین واجماع الامۃ المحمدیۃ اقول ہذا الدلیل قد ازلیف
فی قلب الاطمینان ونحوہ من کتب المدققین المتقدمین المحققین فلا یلتفت الی
ہذا السخیف الضعیف ولا یخفی علی الماہرین ان التوارث المعتبر ہو الذی کان من القرون
الثلثۃ وہہنا لیس کذلک لانہ حدث بعد سنۃ ستمائۃ قولہ قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ
من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور اقول دعوی الاجماع لا
دلیل لہ لان القیام التعظیمی المذکور ممنوع من عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی

فبطلت الاجتماع قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضها
بعضاً **قولہ** صـ۲۲ فتوارثہ الائمۃ الاعلام **اقول** ہذا غیر ثابت ولیس بمسلم ومن ادعی فعلیہ
البیان **قولہ** صـ۲۲ واقر الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر ولا رد راد لہذا کان مستحسنا **اقول**
اقرار الحکام لیس من الحجج الشرعیۃ فکیف ما ینبنی علیہ وانکر ہذا القیام جم غفیر من العلماء
الاعلام وردہ کثیر من الفضلاء الکرام والاستحسان لا یشترط لہ اقرار الحکام فہذا
ضعیف قطعا **قولہ** صـ۲۳ علی انہ ما ردہ الا کما فی ایضاً ہذا القیام مع تعصبہ **اقول** لعلہ
لم یکن القیام فیہ مروجا واذا رد اصل انعقاد المجالس المحدث فقد رد ما ینبنی علیہ الا تری
انہ اذا انہدمت الجدار او الدعائم فانہدمت السقف بالضرورۃ القیام المتنازع لا یخرج
خارج المولد وان کان فی الحقیقۃ خارجا عنہ **قولہ** صـ۲۵ وان وجد رسالۃ فی منعہا فلینظر
کان مصنفہا من النجدیۃ فلا یلتفت الیہا **اقول** ہذا شطط جدید جدا وتسمیۃ
النجدیۃ لانتشار حوادث الخمسۃ والآن الا نحو اہل السنۃ والجماعۃ وہذا دوا لعلہ
ایہام انہم کہذا القائل ولیسوا کذلک وقد منع القیام کثیر من المتقدمین والمتأخرین
ولا یظن الیہم ظن السوء **قولہ** صـ۲۵ فان قیل ان القیام داخل فی عمل المولد فنقول دلیل
دلیل استحبابہ **اقول** فیہ نظر الاول ان یقول فنقول ان دلیل الخ والثانی ان ہذا
غیر مسلم والثالث انہ لو سلم فہذا یستلزم العینیۃ ولیس کذلک کما لا یخفی والمانعون
لا یعارضون بلہ یرجحون المنع ویجعلون ادلۃ جواز القیام مرجوحۃ کما ہی فی نفسہا
وجریانہ امر مطلقا لا یجی تواترا کما زعمہ لان التعزیۃ المرسومۃ المروجۃ جاریۃ من اکثر

ستمائۃ سنین ولا یقال انہ متوارث شرعی بل کذا کثیر من الامور الجاریۃ والرسوم الآنیۃ فہذا القیام لیس الام المتوارث المعتبر فی الشرع ولا من سیر السلف الصالح رحمہم اللہ تعالی فی الشفاء القاضی العیاض اعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم کما کان حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملۃ آلہ وعترتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ قال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ وہذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ عنہم فما ثبت التعظیم بالقیام بل التعظیم والمحبۃ السکوت والسکون علی محلہ کما نقلنا وقال مصعب بن عبد اللہ وکان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ الخ ولقد کنت اری محمد بن المنکدر وکان سید القراء لا یکاد نسالہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی ترحمہ ولقد کنت اری جعفر بن محمد وکان کثیر الدعابۃ والتبسم فاذا ذکر عندہ النبی علیہ السلام اصفر وما رایتہ یحدث عن رسول اللہ الا علی طہارۃ ولقد کان عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فینظر الی لونہ کانہ نزف منہ وقد جف لسانہ فی فمہ ہیبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد کنت آتی عامر بن عبد اللہ بن الزبیر فاذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکی حتی لا یبقی فی عینیہ دموع ولقد رایت الزہری وکان من اہنی الناس واقربہم فاذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانہ ما عرفک ولا عرفتہ و لقد کنت آتی صفوان بن سلیم وکان من المتعبدین المجتہدین فاذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ

وسلم بكى فلا يزال يبكي حتى يقوم الناس عنه ويتركوه وروي عن قتادة انه كان اذا سمع الحديث
اخذه العويل والزويل وكان ابن سيرين ربما يضحك فاذا ذكر عنده حديث النبي صلى الله عليه
وسلم خشع وكان عبد الرحمن بن مهدي اذا قرأ حديث النبي صلى الله عليه وسلم امرهم بالسكوت
وقال لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي صلى الله عليه وسلم ويتأول انه يجب له من الانصات عند قراءة
حديثه ما يجب له عند سماع قوله صلى الله عليه وسلم هذا شأن المحبين المعظمين لا كما شاع المبتدعين
قوله وفي لفظ عمل المولد ايضا تعظيم المضاف والظاهر انه ليست الاضافة تحقير المضاف اقول انه القدر
لا يكفي في تعظيم المضاف مطلقا الا ان الاضافة الى عظيم ايضا لا تعظيم المضاف كما في قولك عدو الله ومخالف
الرسول الاختلاف في عظمة المضاف اليه والمضاف في كلا القولين حقير وذليل ولو كانت الاضافة تجلب
المضاف مطلقا لصار المضافان فيهما ذا التعظيم وهو محال لا يخفى قوله وكذا حال القيام لانه قيام التعظيم اقول
تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم واجب بل من الايمان لا خلاف فيه وهذا المقام ليس تقطيعا من التعظيم الا من عند
ذكره عند سماع ذكره يتوقر ويتأدب كما نقلنا من الشفاء قوله وبهذا اتى السلطان محمود رحمه الله
ابن عبده اياز كان اسمه محمد الخ اقول ادب السلطان محمود غير مسلم ولو سلم الادب فبمعنى اللغوي
لا الاصطلاحي انما كان يحب اياز لمحبة وجمال التسمية كما هو مشهور وقال المجيب المرتب في تبيانها
الغرض جواز القيام فليس بصحيح ولا دليل له عقلا ونقلا وبهذا القيد لا يثبت القيام فلا يوفق
على النص الا انه الصريح كما لا يخفى قوله انه ان لم يكن هذا القيام ثابتا من السنة لكان من البدعة في
العادة لا من البدعة في الشرع واما الان فهو من الزوائد اقول فيه نظر مع انه اقر بانه ان
لم يكن ثابتا من السنة لكان من البدعة في العادة ثم يقول الان فهو من السنن الزوائد صح

عدم الثبوت وکونہ من البدعۃ فی العادۃ کیف یکون من السنن الزوائد ولا فائدۃ یقصد الآن فی کونہ
من السنن الزوائد ومع ہذا یوہم ان الشرع فی ہذہ الفعل ما یزید قد یقول البدعۃ فی العادۃ مرۃ و
تارۃ من السنن الزوائد لعلہ من مجتہداتہ ومن لمحۃ ثاقبتہ ولا محافظۃ تمثل ہذا الرجل الحریف قد سلک
طریق الخلاف والبیان فی جملۃ من السنن الزوائد وقد جہل فیہ وسہی بہا لتعریف السنن الزوائد
کما سہی فی رسالۃ اطمینان القلوب فی ہذہ المسئلۃ **بقولہ** اور مولود میں قیام کرنا آنحضرت
سے ثابت نہیں اگر ثابت ہوتا تو سنت زوائد کہاتا تو اب یہہ قیام بدعت فی العادۃ ٹھہرا
اور یہہ قیام ورع اور احتیاط والونکی نزدیک نکرنا بہتر ہے انظروا یا ایہا الاخوان
رحمکم اللہ الرحمن انہ اذا لم نثبت القیام فی المولود منہ صلی اللہ علیہ وسلم وصار بدعۃ فی
العادۃ فکیف حکم ہہنا بکونہ من سنن الزوائد ثم قال بقولہ اور یہہ قیام ورع اور احتیاط
والونکے نزدیک نکرنا بہتر ہے ای ترکہ احسن وافضل عند اہل الورع والاحتیاط فکیف
یوجبہ ثم یقول یستحسن ویستحب فعلہ کما فی تحریراتہ المتناقضۃ وتقریراتہ المتباینۃ اللہم
الا ان یقال انہ اقتضت الخرافۃ علی ہذا او جبلۃ الجہل کذا یا مرتبتی مرۃ ثم نہی عنہ
اخری لیقول شیئا ثم ینسی ہذا داء لیس لہ دواء اللہم انی اسئلک العفو والعافیۃ
من الدین والدنیا والآخرۃ وثبت اقدامنا علی صراطک المتین وانصرنا علی القوم
المنکرین وتب علینا وارحمنا انک ارحم الراحمین واحشرنا فی المتبعین لسنن
سید المرسلین وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین +

تمت

غلطنامہ قلب الاطمینان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	لص	نقص	۱۲	۳	تہے	تہا	۲۳	۱۴	ہی کی	کی ہی
״	۱۶	نوص	نصوص	״	۸	تمنرقوا	تفرقوا	״	۱۶	کرہ حسنة	کرہ حسنت
۴	۵	معہ فیہا	مع ما فیہا	״	۱۷	دالرسول	الرسول	۲۴	۱۷	بلکہ شاید یہ	بلکہ شاید یہ
״	۱۱	وقال	اوقال	۱۳	۱۵	حانیت	حاقبت	۲۵	۵	قنادی	منادی
״	۱۴	بدعتہ	بدعة	۱۵	۱	باوجود اسکے	باوجود اسکی	״	۱۴	وجح	وصح
״	۱۶	البدعتہ	البدعة	״	۶	تمک	بمتسک	״	۱۳	نے روایۃ	فی روایۃ
۵	۲	الصحابہ	الصحابۃ	״	۱۳	لفعل	متصل	۲۶	۴	کرتی	کرتی ہیں
۶	۱۰	البہم	التنبیہ	۱۶	۱۰	ڈنگبن	ونگین	״	۹	تکفیتہ الا	تکفیتہ الارة
۷	۱۱	اوبہی	اورتہی	״	۱۲	مررات	مرآت	״	۱۳	مجلی	محکی
۸	۵	دالحدیث	ذالحدیث	۱۷	۱۲	ضعیفہ	ضعفہ	״	۱۶	التحذ	التحد
״	۹	بصریٰ	بصری	۱۸	۱	اسماع	اسماء	״	״	لسبب	نسبب
״	۱۰	بسکم	بحکم	۱۹	۳	وچنانچہ	چنانچہ	״	۱۷	تبکراہ	تبکررہ
״	۱۳	تدپیر	تدبیر	״	۱۱	بدعیوں	بدعقاوں	״	״	کاالبینت	کالتشمیت
۹	۶	عزوة	غزوة	۲۰	۳	تاج واجبال	تاج واشبال	۲۷	۳	الجاسی	الحلبی
״	۱۱	مم	مستقم	״	۴	الطبی	الحلبی	״	۱۱	المجبتہ	المجتنبہ
״	۱۳	کیسطرح	کسی طرح	״	۶	لتجنظا	لتعظیما	۲۹	۴	البالی	امیالی
״	۱۶	صحیتا	صحبتا	۲۱	۱۷	الجباوش	العادة	״	۷	الکالصین	الطالقین
۱۰	۴	احکام	احکام کا	۲۲	۴	اوعلی	اورعلی	״	۹	فسال	فنسال
״	۱۲	الملکا	الیکا	״	۸	اسل	اقبل	״	۱۳	رغلنامہ	غلطنامہ
۱۱	۳	البس بیان	البس بیان	״	۱۳	تبنہ	تنبیہ	۳۰	۲	صحیح البحاری	صحیح البخاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰	۳	الی حجرہا	الی حجرہا	۳۵	۱۶	اسی تحریری منا	اپنی تحریری منا	۴۸	۵	مشلوٰلی	مشکوٰلی
۳۱	۷	یحکموالجبر	لیحکموالجبرۃ	۳۶	۴	موافق جبل	موافق جہل	″	۱۰	الطیان القلب	الطیان القلوب
″	۸	المسکرات	المنکرات	″	۵	سحافت	سخافت	۵۰	۵	ان التقلید	ان التقلید
″	۱۱	برجسی	تبرجی	″	۸	بی حیث نے جو	بی حیث جو	″	۶	فکان صنفة	فکان طبقة
″	۱۳	اسہال	اسبال	″	۱۵	اتبع التابعین	تبع تابعین	″	۹	قدوا لتفقہ	مدار التفقہ
۳۲	۴	خرابی اسہال	خرابی اسبال	۳۷	۱۱	اعتراض	اعراض	۵۱	۱	یحنطی	یحخطی
″	۵	سعید الخدری	سعید الخدری	″	۱۵	دیکھا چاہی	دیکھنا چاہی	″	۳	فاسدگاہ ستہ	فاسدکاستہ
″	۷	حتی النار	ففی النار	۳۸	۱۰	مہاسیاتی	سنہا کاباقی	۵۳	۱۳	انرجح	ارجح
″	۸	افتراق	افتراق	″	۱۱	دگر اصلاح	دگر اصطلاح	۵۵	۲	بازاذان	بعض اذان
″	″	اسہال	اسبال	۳۹	۱۳	ادری ہوگیا	ادری ہوگیا	″	۸	ہدایت	مذاہب
۳۳	۴	کے کرتے جاتے ہیں	کی جاتی ہیں	″	۱۵	دین کی	دین کی بھی	″	۱۴	بجبار	بحکم
″	۱۱	تبسم	بلا	۴۰	۱۵	دنظر لیے	دنظر سے	۵۸	۶	مخصوص	بخصوص
″	۱۲	لحکمہا	لحکمت	″	۱۷	اشتغال	اشتغال	″	۱۱	الامتہ	الائمۃ
″	۱۳	الیہا	الینا	۴۱	۲	حقیہ	حقہ	″	۱۳	للانسان	للانسان
″	۱۶	عتقاد	فاعتقاد	۴۲	۹	من قبل	من قبیل	۶۰	۱۳	یین بنی	بین بھی
″	۱۷	نے رسالہ	فی رسالہ	۴۳	۹	مذاہب بجبر	مذاہب لعبہ	۶۱	۱۴	براہین	براہین
۳۴	۳	بہزم	بہزم	۴۴	۳	آگے	آکے	″	۱۶	ضلع شاہ آباد	ضلع آباد
″	۴	قبل	قبیل	″	۱۳	قرض لی	قرض کی	۶۲	۹	مولانا تیم السد	مولانا تیم السد
″	۱۷	فی رسالۃ	فی رسالتہ	۴۵	۱۲	انتہی عمر	اتنی عمر	″	۱۳	جبلی النفی	جبلی الکلی
۳۵	۲	احمتنی	اعتنی	۴۶	۱	اقرار دیا ہے	قرار دیا ہے	۶۳	۱	بسبب تبطے	سبب حبطی
″	۸	متقیں	متبعین	″	۶	پیرو کر دنیا	سور کر دنیا	۶۶	۱۰	با انکہ نباذ	تا آنکہ نباذ